تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

قرآنی حقائق بیان کرنے والا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

الفرقان

ربوہ

ماہنامہ

"مذاہبِ عالم پر نظر"

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

۵ فروری ۱۹۶۱ء کے جلسہ لاہور میں مولانا ابوالعطاء جالندھری تقریر کر رہے ھیں ۔ چودھری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور جملہ مبلغین سٹیج پر تشریف فرما ھیں ۔ (منجانب زعیم خدام الاحمدیہ دھلی دروازہ ۔ لاھور)

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی مرحوم رضی اللہ عنہ ۔

آپ کی وفات جنوری ۱۹۶۱ء میں ہوئی ھے ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے جاں نثار صحابی تھے ۔ ھندوؤں میں سے مسلمان ھوئے ساری عمر خدمت دین میں گزاری ۔ نور اللہ مرقدہ

وائی ۔ ایم ۔ سی ھال لاھور کے جلسہ ۵ فروری ۱۹۶۱ء کے سامعین کا ایک منظر ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا ○

اے بے خبر! بخدمت فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند
(حضرت مسیح موعود)

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلّہ

الفرقان

مذاہب عالم پر نظر

جلد ۱۱ — (رمضان المبارک و شوال سنہ ۱۳۸۰ھ) — شمارہ ۳

مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

تاریخ اشاعت	ایڈیٹر	بدل اشتراک
ہر انگریزی مہینہ کی دس تاریخ مقرر ہے	ابوالعطاء جالندھری	پاکستان و بھارت ..... چھ روپے دیگر ممالک .... بارہ شلنگ

فی پرچہ ——— دس آنے

مندرجات

مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱ - امنِ عالم اور اسلام (اسلامی تعلیم کے تین دین اور عالمگیر اصول)	ایڈیٹر	صـ۳
۲ - وارداتِ قلب (نظم)	حضرت حافظ مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری	۱۲
۳ - شذرات	ایڈیٹر	۱۴
۴ - العشر الاواخر من شہر الصیام (نظم)	جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل	۱۶
۵ - افریقہ اور امریکہ میں اسلام کا شاندار مستقبل	ایڈیٹر	۱۷
۶ - غلبۂ اسلام کے وعدے اور ان کا ظہور	جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل نومسلم	۱۸
۷ - افریقہ میں اسلام کا مستقبل نہایت درخشندہ ہے -	جناب مولانا محمد منور صاحب فاضل - مبلغ مشرقی افریقہ	۲۱
۸ - مغربی افریقہ میں تبلیغِ اسلام کے شاندار نتائج	جناب مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ مغربی افریقہ	۲۵
۹ - لائبیریا میں تبلیغِ اسلام	جناب صوفی محمد اسحاق صاحب فاضل مبلغ لائبیریا	۳۰
۱۰ - امریکہ میں تبلیغِ اسلام کی کامیاب کوششیں	جناب بشیر احمد علی صاحب بی - اے مبلغ امریکہ	۳۴
۱۱ - کون - کون (نظم)	جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم	۳۷
۱۲ - البیان (آل عمران ع کا ترجمہ اور تفسیری نوٹ)	ابوالعطاء	۳۸
۱۳ - پاک و ہند کے قدیم پیغمبر	جناب مولوی محمد اسداللہ صاحب فاضل دیوبند	۴۱
۱۴ - فلسطین کا واقعہ	ابوالعطاء	۴۸
۱۵ - ایڈیٹر کی ڈاک (مکاتیب: جناب شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی لاہور - جناب صالح الشبیبی النہدی - انڈونیشیا)		۴۹
۱۶ - معاونین خاص کی دعائیہ فہرست	مینجر	۵۱

محترم بھائی! اگر اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کا چندہ خریداری ختم ہے۔ آپ براہ مہربانی جلد آئندہ چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں یا بذریعہ خط مطلع فرمائیں۔ بصورت دیگر اگلا رسالہ وی۔ پی ہوگا اور خرچ بھی زائد ہوگا۔ کیا آپ منی آرڈر کر رہے ہیں؟

مینجر الفرقان
ربوہ

ضروری اعلان

جناب مولوی سمیع اللہ صاحب فاضل انچارج بمبئی مشن نے ایک ٹھوس علمی اور تبلیغی رنگ میں نہایت مفید مفصل مضمون "فلسفۂ امامت" ارسال فرمایا ہے جو جلد شائع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ۔

ایڈیٹر الفرقان
ربوہ

"حرفِ محرمانہ" کا جواب

— کتابی صورت میں —

جناب برق صاحب کی کتاب "حرفِ محرمانہ" پر تبصرہ کی چند اقساط الفرقان میں شائع ہوئی ہیں۔ اب اس کا مکمل جواب کتابی صورت میں شائع ہونے والا ہے۔ تاریخ اشاعت کی اطلاع آئندہ نمبر میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابوالعطاء
جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۱ | ماہنامہ الفرقان ربوہ | شمارہ ۳

امنِ عالم اور اسلام

اسلامی تعلیم کے دس زرّین اور عالمگیر اصول

دنیا مجموعہ اقوام و افراد کا نام ہے۔ افراد کی بےچینی اور بے امنی سے قوم کی بےچینی پیدا ہوتی ہے۔ علاقہ جات کی بے امنی سے ملکوں کی بے امنی شروع ہوجاتی ہے اور دنیا کا امن عنقا ہوجاتا ہے۔ دنیا عالمگیر بےچینی کا شکار ہوجاتی ہے۔ ملک ملک میں اضطراب پھیل جاتا ہے۔ قوم قوم کا سکون ضائع ہوجاتا ہے۔ ایسے وقت میں عقلمندوں کے دلوں میں سب سے بڑھ کر اس بات کا فکر ہوتا ہے کہ ان حالات میں دنیا کا انجام کیا ہوگا۔ وہ امنِ عالم کے لئے بےقرار ہوتے ہیں اور ہر ذریعہ سے اس کے حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ یہی لوگ انسانیت کے ہمدرد اور دنیا کے بہی خواہ ہوتے ہیں۔

آج دنیا کے ممالک پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا عالم ایک غیر معمولی بےچینی کا شکار ہو رہا ہے۔ دل سکون سے عاری ہیں اور انسانی دماغ افکار کی آماجگاہ بن رہے ہیں۔ افراد بھی غیر مطمئن ہیں، قومیں بھی بےتاب ہیں اور ممالک ہر گھڑی ہولناک خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسانیت تباہی کے گڑھے کے کنارے پر ہے۔ اور خوفناک بربادی اور جنگ کے بادل قوموں اور ملکوں کے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ ہر ملک کے سیاست دان آنے والے خطرہ کے پیشِ نظر اپنی حفاظت کے خیال سے یا اپنے دشمنوں کی بیخ کنی کی نیت سے تباہ کن اسلحہ کی تیاری میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہیں۔ ایٹمی ایجادات کے مقابلہ میں شدید دوڑ شروع ہے۔ چھوٹے چھوٹے ممالک اور نہتی قومیں بڑے ممالک اور مسلح اقوام کی پناہ میں آ رہے ہیں اور اپنے مستقبل کو ان کے ساتھ وابستہ کر رہے ہیں۔ دنیا اسوقت دو بڑے بلاکوں میں منقسم ہے۔ روسی بلاک اور امریکن بلاک۔ روس اور امریکہ اپنے اپنے ساتھی ممالک کی بقاء استحکام اور حفاظت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں اور اپنے ملکوں کی آمدنی کا بہت گراں قدر حصہ ہتھیاروں کی تیاری میں صرف کر رہے ہیں۔ بظاہر وہ امنِ عالم کے نام پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں مگر دوربین نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ یہ طور طریقے امن قائم کر سکتے نہیں اور یہ راستہ مکہ کا نہیں بلکہ ترکستان کا راستہ ہے۔

اگر دنیا کے ملکوں کی اندرونی آبادیوں پر تفصیلی نظر ڈالی جائے تب بھی یہی حقیقت نظر آتی ہے کہ ہر جگہ امن مفقود ہے۔ غلام یا بڑی سلطنتوں کے زیرنگیں ممالک کا خون چوسا جا رہا ہے اور امپیریلزم کے حامی ہر جگہ Devide and Rule کے اصول پر عمل پیرا ہو کر اہل ملک کو ایک دوسرے سے برسرپیکار کر رہے ہیں۔ سوشلزم کے علمبردار سرمایہ دار اور مزدور کی خلیج کو نہ صرف وسیع کر رہے ہیں بلکہ اس آگ کے لئے جلتی پر تیل کا کام کر رہے ہیں۔

مادی ترقیات نے انسان کو دنیا کے حصول کے لئے دیوانہ کر رکھا ہے۔ ہر جگہ استحصال بالجبر اور ناجائز ذرائع سے حصول زر کے لئے زبردست کوششیں جاری ہیں۔ **اخلاقی اقدار** کو خیرباد کہہ دیا گیا ہے اور باہمی اخوت اور دلی ہمدردی ایک قصۂ پارینہ ہو کر رہ گئی ہے۔ روحانی زندگی پرانے بزرگوں کا پرانا ورثہ قرار پا گئی ہے۔

اِن حالات میں افراد کے دل بھی سکون اور طمانیت سے خالی ہیں اور قومیں بھی بہ حیثیت مجموعی امن کی نعمت سے محروم نظر آتی ہیں۔ پس آج **امن عالم** کا سوال ایک نہایت اہم سوال ہے۔ اسلام چونکہ صلح اور آشتی کا مذہب ہے۔ اس کے معنی ہی محبت، صلح اور امن کے ہیں اسلئے اِس سوال کا حقیقی جواب ہمیں مذہب اسلام سے ہی مل سکتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں امن کو برباد کرنے والے جتنے نزاع پیدا ہوتے ہیں ان کے موجبات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) اعتقادی اور ذہنی (۲) مادی اور جسمانی۔

اوّل الذکر قسم کے نزاع بھی امن کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ قوموں اور ملکوں میں نہ ختم ہونے والی جنگ کا آغاز کر دیتے ہیں اور دوسری قسم کے موجبات بھی امن کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور انسانوں کے سکون کو چھین لیتے ہیں اور مسلسل بے چینی پیدا کر دیتے ہیں۔

پہلی قسم میں مذہبی اختلافات اور نظریاتی تضاد شامل ہے۔ اور دوسری قسم میں مشہور مقولہ کے مطابق زر، زمین اور زن کی وجہ سے پیدا ہونے والے نزاعات شامل ہیں۔ مادی حرص و ہوس سے انسان اندھے ہو جاتے ہیں، حقائق اُن کی نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ ناجائز ذرائع کو اختیار کر کے وہ دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں اور ظلم کے نتیجہ میں تباہی اور بربادی کا باعث بن جاتے ہیں۔

اگر غور کیا جائے تو بڑے ممالک کی موجودہ **سرد جنگ نظریاتی جنگ** ہے جس میں آخرکار تباہ کن آلات استعمال ہو سکتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب میں اعتقادی اختلاف موجب پرخاش بن رہا ہے جس سے ماضی میں نہایت بھیانک جنگیں ہو چکی ہیں۔ اور اگر آج بھی یہ اختلاف شدت اختیار کر جائے تو دنیا کا امن برباد ہو سکتا ہے۔ اقتصادی غلبہ کا خیال اور **جوع الارض** کی شدت بھی قوموں کے لئے بربادی کا باعث بن رہی ہے۔ غرض دنیا کی موجودہ بے چینی کے اسباب و موجبات انہی دو قسموں میں محدود ہیں یا وہ **اعتقادی** اور نظریاتی ہیں یا **مادی** اور اقتصادی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان موجبات اور اسباب کا ازالہ کئے بغیر دنیا کی حالت بدل نہیں سکتی۔ اور قلوب میں امن پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسلئے آیئے اب ہم دنیا کی موجودہ بے امنی کی حالت اور اس کے موجبات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام کے پیش کردہ اصولوں پر غور کریں جن سے وہ دنیا کے فرزندوں کو امن کا پیغام دیتا ہے اور اُن کے قلوب میں سکینت اور اطمینان پیدا کرنے کی راہ بتاتا ہے۔

اسلام نے ہر قسم کے موجبات نزاع و بے امنی کے حل کے لئے دونوں قسم کے اصول بیان فرمائے ہیں۔ اس نے اعتقادی اور نظریاتی طور پر بھی ہماری راہ نمائی کی ہے اور مادی اور اقتصادی رنگ میں بھی پُر امن اور اعلیٰ تعلیمات پیش کی ہیں۔ میں آج موقعہ اور وقت کی مناسبت سے اسلام کے پیش کردہ اصولوں میں سے **دس عالمگیر زرین اصول** آپ حضرات کے سامنے رکھتا ہوں جن اصول پر عمل پیرا ہونے سے دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے اور انسانی قلوب اطمینان سے لبریز ہو سکتے ہیں۔ وہ **دس اصول** یہ ہیں:-

(۱) **اوّل، توحید خالق**۔ اعتقادی اور نظریاتی طور پر اسلام نے بنیادی اصل یہ پیش فرمایا ہے کہ ساری دنیا، سارے ملکوں اور ساری کائنات کا ایک خالق ہے، ایک مالک ہے، ایک پیدا کنندہ ہے۔ ہم سب انسان، گورے ہوں یا کالے سب اس کے بندے ہیں اور وہ ہم سب کا اکیلا رب ہے۔ ہر انسان اپنے اعمال اور اقوال کے لئے اس کے سامنے جواب دہ ہے۔

اسلام کا یہ عقیدہ واقعاتی طور پر درست اور حقیقت ہونے کے علاوہ دنیا کے امن کے لئے بمنزلہ ایک **بنیادی چٹان** کے ہے۔ اس عقیدہ سے دل کی پاکیزگی کے علاوہ اخلاقی بلندی پیدا ہوتی ہے، انسانوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور وہ سب اپنے خدا کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے لگتے ہیں۔

(۲) **دوم، انسانی مساوات**۔ پھر عقیدہ توحید باری تعالیٰ امن کے قیام کے لئے دوسرے بنیادی اصل کی اساس بھی ہے۔ میری مراد اس سے انسانوں کی باہمی **مساوات** ہے۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ وہ سب کا خالق ہے اور سب انسان یکساں اور برابر طور پر اس کے بندے ہیں۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے مشرقی و مغربی یا گورے و کالے کا کوئی امتیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاَیُّھَا النَّاس اِنَّا خَلَقْنٰکُم مِّن ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُم شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا اِنَّ اَکْرَمَکُم عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُم۔ کہ سب لوگ ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ گروہ اور قبیلے صرف باہمی تعارف کا ذریعہ ہیں نہ اس سے زیادہ نہ کم۔ انسانوں میں سے اللہ کے ہاں زیادہ باعزت وہی ہے جو زیادہ نیکو کار او تقویٰ شعار ہے۔

جب سب لوگ برابر ہیں تو انسانوں کو اعلیٰ و ادنیٰ قرار دیکر دنیا میں بے امنی کی لہر پیدا کرنا خطرناک جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسٰی اَن یَّکُونُوا خَیْرًا مِّنْھُم۔ کہ کوئی قوم اپنے آپ کو دوسری سے Superior اور اعلیٰ ٹھہرا کر دوسروں کی تحقیر نہ کرے کیونکہ مستقبل کی جدوجہد سے ہی پتہ لگے گا کہ نوع انسان کے لئے کس کا وجود زیادہ مفید اور فائدہ مند ہے۔

اسلام کے ظہور کے وقت قوموں میں عداوتیں موجود تھیں۔ اچھوت اور برہمن کی تمیز کارفرما تھی۔ غلام اور آقا کی تفریق نے انسانوں کے حصے بخرے کر دیئے تھے۔ قرآن مجید نے فرمایا لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوا اِعْدِلُوا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ کہ دیکھو کسی قوم کی پرانی دشمنی تمہیں آج اللہ تعالیٰ کے اس اصل کو ماننے سے نہ روکے کہ سب قومیں برابر ہیں تمہیں بہرحال اس نظریہ کو اپنانا چاہیئے اسی سے امن قائم ہوگا۔ اسی سے انصاف کی بنیاد رکھی جائے گی۔ یہی تقویٰ کی راہ ہے۔

(۳) سوم۔ جملہ انبیاء کا احترام۔ اسلام نے بشری مساوات کی عملی اور اعتقادی ساری صورتوں کو اختیار کیا ہے۔ نماز میں سب مومن برابر ہیں ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اسلامی قضاء کے سامنے بھی سب برابر ہیں شہری حقوق میں اسلامی نقطۂ نگاہ سے کافر اور مومن یکساں ہیں۔ اسلام کے اس مساوات کے نظریہ کا لازمی نتیجہ تھا کہ اسلام یہ تسلیم کرتا کہ وہ خدا جو رب العلمین ہے اسرائیلیوں یا اسمٰعیلیوں ہی کا خدا نہیں بلکہ سب جہانوں کا رب ہے جس طرح اس نے سب انسانوں کے اجسام کی بقاء اور حفاظت کے لئے غذا مہیا کی۔ اسی طرح ضروری تھا کہ وہ سب انسانوں کی ارواح کی بقاء اور نشو و نما کے لئے ہر قوم کی ہدایت کا سامان بھی کرتا۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ کہ خدا کی طرف سے ہر قوم میں نبی اور رسول گذرے ہیں۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ ہر قوم کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہادی اور رہنما بھیجے ہیں۔ یہ عقیدہ ایک واضح صداقت اور عالمگیر قانون کے مطابق ہے۔ علاوہ ازیں اس سے امن عالم کی نہایت مستحکم بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ہر مذہب کے پیرو اپنے اپنے پیشوا کی عزت و احترام کے قیام کے لئے فدا ہونے کے لئے تیار ہیں۔ مگر باقی اہل مذاہب تو صرف اپنے اپنے مذہب اپنی اپنی قوم کے نبیوں اور رشیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ دوسرے ملکوں اور قوموں کے نبیوں پر انکے ایمان لانے کی کوئی تاکید نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مذاہب کے بعض غلط کار پیرو دوسرے مذاہب کے مقدسوں کی بے حرمتی کا ارتکاب کر کے امن کو برباد کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اسلام نے اپنے پیروؤں کو یہی نہیں کہا کہ تم مذہب میں بھی رواداری سے کام لو اور دوسروں کی دلآزاری نہ کرو بلکہ اس نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ مشرق و مغرب کے سب رشیوں اور نبیوں کو خدا کا برگزیدہ تسلیم کریں۔ وہ گورے اور کالے سب انسانوں کے پیشواؤں کو اپنا نبی اور رسول یقین کریں۔ کیونکہ خدائے رب العلمین نے ان جملہ راستبازوں کو مختلف قوموں اور مختلف ملکوں میں اور مختلف زمانوں میں صداقت کے قائم کرنے کے لئے **نورانی مشعلیں** بنا کر بھیجا تھا۔

ظاہر ہے کہ یہ اصل دنیا کے مذاہب میں صلح و آشتی کا ایسا ذریعہ ہے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔

(۴) چہارم۔ اقتصادی اور اخلاقی لائحہ عمل۔

اسلام ایک جامع مذہب ہے۔ زمین، زر اور زن کے باعث جو تنازعات پیدا ہوتے ہیں ان کے حل کے لئے اسلام نے بڑے جامع اصول مقرر فرمائے ہیں۔

قرآن مجید نے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا کہہ کر کائنات کی ساری نعمتوں کو ساری انسانیت کے لئے عام قرار دیا اور سب لوگوں کو زمین کی مادی نعمتوں سے متمتع ہونے کا حق دیا ہے۔ سرمایہ داری کی اسلام نے مذمت کی ہے۔ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ

کہ جو لوگ اپنے جمع کردہ سونے اور چاندی پر سانپ کی طرح بیٹھ رہتے ہیں اور بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے انہیں خرچ نہیں کرتے ہیں وہ بڑے ظالم ہیں وہ خدا کی ناراضگی کو حاصل کریں گے۔

اسلامی قانون کے مطابق ہر شخص کے لئے ضروریات زندگی کا مہیا ہونا لازمی ہے کسی شخص کو ان سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ سورۃ طٰہٰ میں اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيهَا وَلَا تَضْحٰى میں بھی اسی طرف اشارہ ہے احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔

اسلام نے قدرتی ذرائع سے سب کے لئے استفادہ کا یکساں حق دیا ہے مگر ساتھ ہی انسانوں کی استعدادوں کو منصۂ شہود پر لانے کے لئے، انہیں کاہلی اور تعطل سے بچانے کے لئے اور ان کی اخلاقی ترقی کے لئے ان میں سے ہر ایک کی **ملکیت** کے حق کو تسلیم کیا ہے۔

حضرات! آپ اسلام کے اس ترقی بخش اور عافیت خیز قانون کی تفصیلات پر غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سرمایہ داری اور بالشوازم ایسی **دو انتہائیں** ہیں جن سے انسانوں میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ ہاں اسلامی نظریۂ اقتصادیات درمیانی **کامیاب راہ** ہے۔

اسلام *Capitalism* کے خلاف ہے۔ اس نے اس کو ختم کرنے کے لئے تفصیلی احکام جاری فرمائے ہیں۔ مجملاً عرض ہے کہ اس نے

(۱) **ورثہ** کو جاری فرمایا۔
(۲) **سُود** کو حرام ٹھہرایا۔
(۳) **تجارت** کی ترغیب دی۔
(۴) **تعاونی قرض** کی تلقین کی۔
(۵) **صدقہ** وخیرات اور کفارات مقرر فرمائے۔

دوسری طرف اسلام نے ہر انسان کو **محنت** کرکے کھانے کا حکم دیا ہے۔ بھیک مانگنے کو ایک لعنت قرار دیا ہے، بیکاری کو شیطانی کام ٹھہرایا ہے۔

اگر ہر انسان اپنے کام میں منہمک ہو اور ان پاکیزہ **نظریات** کا قائل ہو تو دنیا میں امن و طمانینت کا دَور دَورہ ہوسکتا ہے اور فساد اور بے امنی کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اخلاقی تعلیمات میں قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ایک بہترین تجویز ہے جس سے امن کے قیام میں مدد ملتی ہے۔ اس ضمن میں بھی مکمل ضابطہ موجود ہے۔

(۵) پنجم: **جمہوری نظام**۔ اسلام نے امن کے قیام کے لئے دنیا میں جمہوری نظامِ حکومت کی بنیاد رکھی ہے۔ حکومت کو ایک **امانت** قرار دیا ہے اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا۔ کہ اے انتخاب کرنے والو! یہ حکومت اور اقتدار کی امانت اپنے ووٹ کے ذریعے اُن لوگوں کے سپرد کرو جو واقعی اس کے اہل ہوں۔ اور پھر آیت کے اگلے حصہ میں منتخب ہونے والے نمائندوں سے فرماتا ہے وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ کہ جب تم اقتدار کو استعمال کرو تو عدل وانصاف کو اختیار کرو۔ کسی قسم کی جنبہ داری سے کام نہ لو۔ (النساءؔ)

حکومت کے جملہ معاملات کو طے کرنے کے لئے اسلام نے اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کا ارشاد فرمایا ہے کہ سب معاملات مشورہ سے طے ہونے چاہئیں۔ (سورۃ الشوریٰ)

اسلام **استبدادیت** کا سخت مخالف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کہ تو ان پر داروغہ نہیں۔ ان پر ان کی طوعی اطاعت کے بغیر ظالمانہ حکمرانی کرنے والا نہیں۔

ظاہر ہے کہ دنیا کے لئے جمہوری نظام ہی امن عالم کا ذریعہ ہے۔ اگر آج بھی دنیا کے لوگ اسلام کی ہدایت کے مطابق صحیح اسلامی جمہوری نظام کو اپنا لیں تو دنیا میں امن قائم ہو جاتا ہے۔

(۶) ششم، عالمگیر با اختیار مصالحتی بورڈ۔

اسلام نے صلح اور محبت کی تلقین فرمائی ہے۔ افراد اور قوموں کو باہمی امن سے رہنے کی ہدایت کی ہے، ظلم اور بے انصافی سے روکا ہے، اور یہاں تک فرمایا ہے وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ (الحجرات ۹) کہ لڑنے والے اور ایک دوسرے پر ظلم کرنے والے دو گروہوں میں صلح کراؤ۔ اگر ایک گروہ ظلم پر اصرار کرے اور اپنی تعدی سے باز نہ آئے تو باقی امن پسند اقوام کا فرض ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو ظلم سے روکنے کے لئے سب اکٹھے ہو کر اس کا مقابلہ کریں اور اسے ظلم سے باز رکھیں۔ ہاں جب ظالم باز آجائے تو عدل و انصاف سے فیصلہ کر دیا جائے۔

یہ اصول ہی دراصل لیگ آف نیشنز اور اب جمعیت اقوام متحدہ کے لئے **بنیادی ہدایت** ہے مگر افسوس کہ قرآن مجید کے اس اصل میں **غیر جانبداری اور عدل** کی جو لازمی شرط ہے وہ دوسرے نظاموں میں موجود نہ ہونے کے باعث انہیں امن عالم کے قائم کرنے میں ناکام ہو رہا ہے۔ اے کاش! کہ مغربی قومیں اپنی جمعیتوں میں اقسطوا ان اللہ یحب المقسطین کے حکم پر عمل پیرا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمان سلطنتوں بالخصوص پاکستان کو جلد اتنی طاقت عطا فرمائے کہ وہ ساری دنیا میں اسلامی اصول پر جمعیۃ اقوام متحدہ قائم کر کے امن عالم کی عملی شکل پیش کر سکے۔ آمین

(۷) ہفتم، حقوق و ذمہ داریوں کا مکمل ضابطہ اور اسوۂ حسنہ۔

امن دل سے تعلق رکھتا ہے، اخلاق پر اس کی بنیاد ہے۔ اسلئے اسلام نے روحانیت اور اخلاق کے لئے اعلیٰ لائحہ عمل پیش کیا ہے۔ انسانی حقوق کی پوری تفصیل پیش کر دی ہے۔ گھر کے افراد میاں بیوی سے لے کر ملکی سلطنت تک، اور ایک ملک کی سلطنت سے لے کر عالمگیر حکومت تک کے متعلق اپنے تفصیلی اوامر دیئے ہیں جن سے ہر شخص کو اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں کا پتہ لگ جاتا ہے۔ فساد کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنے حقوق تو لینا چاہتے ہیں مگر اپنے فرائض کو ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے لیکن اسلامی ہدایات کی روشنی میں یہ صورت پیدا نہ ہوگی بلکہ ہر شخص، ہر قوم اور ہر ملک اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے گا اور اپنے واجبات کو ادا کرے گا اور اپنے حقوق کو حاصل کرے گا۔ کام کرنے والے کو اجرت ملے گی اور مالک کو اس کا حق مل جائے گا چونکہ

فساد کی ایک بڑی وجہ مکمل اور منصفانہ ضابطہ نہ ہونا ہے اور اسلام نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے اسلئے اسلام ہی دنیا میں امن قائم کر سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی جامعیت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور اسوۂ حسنہ پیش کر کے عملی تصویر بھی دکھا دی ہے۔

(۸) ہشتم: مذہبی آزادی اور دلیل پر بنیاد

جبر و اکراہ سے دنیا اور مذہب میں فساد برپا ہوتا ہے۔ اسلام نے مذہبی جبر کو اتنا ناپسند فرمایا اور اسے امن عالم کے لئے اتنا مضر ٹھہرایا ہے کہ اسلام نے سب سے پہلے آزادی مذہب کے مخالفین کی چیرہ دستیوں کے خلاف محاذ قائم کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد سب سے پہلا اہم کام یہ فرمایا کہ ایک میثاق کے ذریعہ مدینہ کے یہود، مشرکین اور مسلمانوں کو باہم آزادی سے رہنے کا پابند بنایا۔ ہر گروہ کو اپنے مذہب کی آزادی تھی۔ صرف دلیل اور برہان کے ذریعہ ایک دوسرے کو تبلیغ کی جا سکتی تھی۔ میثاق مدینہ کے رُو سے سب اہل شہر مذہبی آزادی کے علمبردار تھے اور تشدد اور زبردستی کے خلاف متفق تھے۔ اسی لئے اس میں یہ شرط بھی تھی کہ اگر باہر سے شہر پر کوئی حملہ آور ہو تو سب مل کر دفاع کریں گے۔ البتہ اگر کسی خاص گروہ کے مخالفین حملہ کریں تو اس گروہ کے افراد اپنا دفاع کریں گے باقی اہل مذاہب امن اور صلح سے شہر کی اندرونی حفاظت میں پورے شریک ہوں گے۔

جب قریش مکہ نے جو جبر کے حامی تھے مظلوم مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے مدینہ پر حملہ کا آغاز کر دیا تو اسلام نے ان ظالموں کے خلاف دفاعی جنگ کا اعلان فرمایا۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ (الحج: ۳۹) کہ آج مظلوم مسلمانوں کو جن سے خواہ مخواہ جنگ چھیڑی جا رہی ہے ہم اجازت دیتے ہیں کہ وہ بھی اپنا دفاع کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مدد و نصرت پر قادر ہے۔

گویا اسلامی جنگوں کی بنیاد کفار کے جبر و تشدد کے دفاع کے لئے ہوئی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ۔

(البقرہ: ۲۵۶)

کہ دین کے معاملہ میں جبر ہرگز روا نہیں۔ ہدایت گمراہی سے بالکل واضح ہو چکی ہے۔ مذہب کی بنیاد دلیل اور برہان پر ہے۔

اگر اسلام کے اس اصل کو تسلیم کر لیا جائے اور ہر ملک کے باشندوں کو مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ حق خود اختیاری بھی حاصل ہو تو یقیناً دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور نہایت اچھی فضا میں باہمی سمجھوتے ہو سکتے ہیں۔

(۹) نہم: معاہدات کی پابندی۔ جب قومیں مختلف ہیں اور حکومتوں کی پالیسی الگ الگ ہے تو ظاہر ہے کہ دنیا کا امن قوموں اور حکومتوں کے باہمی معاہدات پر موقوف ہوتا ہے لیکن اگر معاہدات کو محض کاغذ کا پرزہ قرار دے دیا جائے تو پھر امن کا خیال بھی غلط ہے۔

اسلام نے ایک طرف تو یہ حکم دیا ہے کہ ہمیشہ صاف بیانی سے اور سچائی سے کام لیا جائے۔ اپنی گواہی اور اپنے بیان اور اپنے معاہدات میں **قولِ سدید** (پختہ اور واضح بات) کو اختیار کیا جائے۔ قولوا قولاً سدیداً کا حکم دیا گیا ہے۔ اور سچی گواہی کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ خواہ اس سچی گواہی کا نقصان تم کو یا تمہارے اعزہ و اقربا یا تمہارے ماں باپ کو بھی پہنچے تمہارے لئے بہرحال سچ بولنا ضروری ہے۔ جھوٹ یا جھوٹ سے ملوث ڈپلومیسی اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (النساء: ۱۳۵) ایک طرف صاف گوئی اور صداقت شعاری کی یہ تلقین ہے اور دوسری طرف اسلام نے معاہدات کی پابندی پر وہ انتہائی زور دیا ہے کہ اس کی مثال تلاش کرنا بیکار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا (الاسراء: ۳۵) کہ معاہدات کی پوری پابندی کرو کیونکہ عہد کے بارے میں تم سے بازپرس ہوگی۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ایک آیت خاص توجہ کے قابل ہے۔ فرمایا:-

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا
مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ
حَتّٰی یُھَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ
فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ
اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ
مِّیْثَاقٌ (انفال: ۷۲)

جو لوگ مرکزِ اسلام سے باہر ایمان لاتے ہیں لیکن ہجرت نہیں کرتے تمہاری ان سے دوستی اسی وقت ہوگی جب وہ ہجرت اختیار کر لیں۔ ہاں اگر ایسے مسلمان دین کی وجہ سے مظلوم ہونے پر تم سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد ضرور کی جائے لیکن اگر ان مسلمانوں پر ظلم کرنے والی کافر قوم ایسی ہے جس سے تمہارا **معاہدہ** ہے تو تم ان کافروں کے خلاف اپنے بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے معاہدہ شکنی لازم آتی ہے۔

حضرات! ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدات کی پابندی کا جو بے **مثال نمونہ** پیش فرمایا ہے وہ تاریخ کا زریں ورق ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ نے وہ تمام شرائط منظور کر لیں جو عام مسلمانوں کی نظر میں بھی شکست کے مترادف تھیں۔ آپؐ کی غرض یہی کہ ملک میں امن قائم ہو اور لوگوں کی زندگیاں محفوظ ہو جائیں۔ ان شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ قریش کا جو آدمی مسلمان ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے گا آپؐ اُسے واپس کرنے کے ذمہ وار ہوں گے۔ عجیب ماجرا ہوا کہ جب شرائط لکھی جا رہی تھیں اور ابھی دستخط ہونے باقی تھے! ایک نوجوان زنجیروں سے جکڑا ہوا کسی طرح مکہ سے رہائی پا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاتا ہے اور یہ قریش کے ایلچی سہیل کا بیٹا ابوجندل ہے جسے مسلمان ہو جانے کی پاداش میں جکڑ دیا گیا تھا۔ اس نے مجسم درخواستِ رحم بن کر کہا کہ مجھے یہاں رکھا جائے اور مکہ واپس نہ کیا جائے۔ اس کی حالت دیکھ کر ڈیڑھ ہزار مسلمانوں کے جذبات بھی ابھر آئے اور بعض لوگوں نے کہا

کہ ابھی معاہدہ پر دستخط نہیں ہوئے اس لئے ابوجندل کو روک لیا جائے مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ فرمایا کہ معاہدہ کے مطابق ابوجندل واپس جائے۔ چنانچہ وہ آخرکار واپس چلے گئے۔

حضرات! معاہدہ کی پابندی کی یہ ایک نہایت شاندار مثال ہے۔ آج اگر دنیا کے بڑے بڑے ملکوں کے سربراہ معاہدات کی پابندی صحیح معنوں میں کریں تو دنیا کے امن کے لئے کوئی خطرہ نہیں۔ مگر حالت یہ ہے کہ ہر قوم کا سربراہ دوسری قوموں کو اپنے امن پسند ہونے کا یقین بھی دلا رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسلحہ کی ایزادی اور ایٹمی ایجادات کے اضافہ کی دوڑ میں دوسروں سے سبقت بھی لے جا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ کسی قوم کو دوسری پر اعتماد نہیں ہے۔ ہر ملک یہ سمجھتا ہے کہ نہ معلوم دوسرا ملک کب حملہ کر دے۔ پس معاہدات کی حقیقی پابندی عالمی امن کی ضامن ہے۔

(۱۰) دہم، آخرت پر یقین - ساری خرابی کی جڑ یہ ہے کہ افراد اور قومیں آخرت پر یقین نہیں رکھتیں۔ اسی دنیا کو اپنا آخری مقصد سمجھتی ہیں۔ اسلئے ظالمانہ طریقوں سے اپنی مادی زندگی کو بہتر بنانے میں کوشاں رہتی ہیں اور ناجائز ذرائع سے دوسروں کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتی ہیں۔

قرآن مجید نے اس دنیا کی اہمیت کو ضرور قائم کیا ہے مگر ساتھ ہی فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد ایک دائمی زندگی ہے۔ یہ آخرت کی زندگی یقینی ہے۔ جہاں ہر ظالم کو پوری سزا دی جائیگی اور ہر مظلوم کو اس کا پورا پورا حق ملے گا اور دائمی راحت نصیب ہوگی۔ اِس یقین سے اخلاق بھی سدھرتے ہیں۔ دلوں میں امن اور اطمینان پیدا ہوتا ہے اور انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ سمجھتا ہے۔ پھر نہ ظلم ہوگا نہ امن برباد ہوگا۔ نہ زر، زن اور زمین کے لالچ میں تباہی اور بربادی ہوگی نہ اخلاقی خرابی ہوگی۔ دل بھی مطمئن ہوں گے اور ظاہری طور پر بھی امن کا دور دورہ ہوگا۔

قرآن مجید نے اسی لئے فرمایا ہے کہ خدا اور آخرت پر سچا ایمان دنیا میں امن قائم کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا
وَالنَّصٰرٰی وَالصَّابِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ
بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا
خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (بقرہ: ۶۳)

کہ سب مذاہب کے پیرو اگر حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لے آئیں تو وہ خوف و حزن سے نجات پا سکتے ہیں۔ اس آیت میں اُخروی نجات کا بھی ذکر ہے اور جملہ ایمانیات پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے مگر آیت کا ایک عمومی مطلب یہ بھی ہے کہ دنیوی خوف اور حزن اِسی صورت میں دور ہو سکتے ہیں اور اصلی امن بھی قائم ہو سکتا ہے جب سب لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لے آئیں اور آخرت کی زندگی کے متعلق ان کو یقین حاصل ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ ایسے لوگ دنیا کے لئے رحمت کے فرشتے اور امن کے پیغامبر ہوں گے اور انکے وجود سے دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

حضرات! امنِ عالم کے متعلق میں نے وقت کے مطابق اسلام کے بیان کردہ یہ دس اصول بیان کر دیئے۔ اور بھی تفصیلات ہیں۔ آج اگر دنیا ان اصولوں کو اپنا لے تو ہر جگہ امن ہو سکتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀

خاکسار - ابوالعطاء جالندھری ۵ ۲/۶۱

واردات قلب

(۲)

(حضرت حافظ مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری کے پاکیزہ تاثرات)

کچھ عجب حال ہے آشفتہ و حیراں ہوں میں
کوئی ہنس کر بھی جو پرساں ہو تو گریاں ہوں میں

جان ہے تن میں مگر پھر تنِ بے جاں ہوں میں
نئے انداز کا صیدِ غم ہجراں ہوں میں

دل ہے سینے میں مگر ولولۂ دل مفقود !
سینہ کہتا ہے کوئی شہرِ خموشاں ہوں میں

سرد ہیں جوش و خروش، آرزوئیں افسردہ!
دل کا ایسا ہے کہ اک خانۂ ویراں ہوں میں

جوششِ غم، نرغۂ امراض، فراقِ رُفقا
ایک مجموعۂ حالاتِ پریشاں ہوں میں

زیست میں جان تھی جن سے وہ احبّا نہ رہے
اب اگر ہوں بھی تو گویا تنِ بے جاں ہوں میں

کل کوئی دوست سدھارا، تو کوئی آج گیا
کبھی اس کے کبھی اُس کے لئے گریاں ہوں میں

عہدِ اوّل کے وہ احبابِ کرام آج کہاں
پیکرِ رنج و غم و حسرت و حرماں ہوں میں

دیکھتے دیکھتے ایک ایک نے لی راہِ جناں
داغ پہ داغ وہ کھایا ہے کہ لرزاں ہوں میں

صبح و شام اب وہ کہاں مجلسِ یارانِ قدیم
دِل تڑپتا ہے کہ جی کھول کے نالاں ہوں میں

رنگِ نیرنگیٔ آفاق کا عالم تو یہ!!
کبھی بے خود کبھی انگشت بدنداں ہوں میں

یا تو تھا نغمہ زنِ صحبتِ یارانِ کہن
یا اب اِک نوحہ گرِ فرقتِ یاراں ہوں میں

کیسے کیسے مرے غمخوار چھُٹے ہیں مجھ سے
جانے کس کس کے لیے اشک بداماں ہوں میں

اُن کے اوصاف ہیں پیشِ نظر وِردِ زباں
اُن کے الطاف کا مدّاح و ثناخواں ہوں میں

اُن کی ہر طرز سے ہوتی تھی نئی شان عیاں
اُن کی ہر شان یہ کہتی تھی نمایاں ہوں میں

اللہ اللہ وہ اُلفت، وہ محبت اُن کی
اللہ اللہ وہ اخلاص کہ نازاں ہوں میں

زیست کیا زیست ہے جب ایسے احبّا اُٹھ جائیں
اسی طوفانِ غم و فکر میں غلطاں ہوں میں

قدر دانوں ہی سے ہوتا ہے گرانقدر انسان
اب تو اپنی بھی نظر میں بہت ارزاں ہوں میں

جانے والے تو نہ لوٹے ہیں نہ لوٹیں گے کبھی
لاکھ اُن کے لئے گریاں ہوں کہ نالاں ہوں میں

اب دُعا ہے کہ رہے فضل کی بارش اُن پر
فضل والے سے اِس انعام کا خواہاں ہوں میں

دوست کیا پوچھ رہے ہیں مری حالت مجھ سے
نہ تو پنہاں مری حالت ہے نہ پنہاں ہوں میں

جھلملاتی ہوئی شمع درِ ایوانِ حیات
یا لرزتا ہُوا اشکِ سرِ مژگاں ہوں میں

اب گیا، آج گیا، صبح گیا، شام گیا
یونہیں اب چند گھڑی صُورتِ مہماں ہوں میں

تیلیاں ہوگئیں کم زور قفس ناکارہ
طائرِ رُوح ہے تیّار کہ پرّاں ہوں میں

بیڑیاں توڑ کے چلتے ہوئے یارانِ کہن
اب اِسی دُھن میں قریبِ درِ زنداں ہوں میں

مجھے یاروں ہی کا غم ہے نہیں اپنا کوئی غم
اور غم کیا ہو کہ وقفِ غمِ یاراں ہوں میں

جاں بلب ہو کے بھی راضی برضا ہوں مختار
للہ الحمد کہ ترساں ہوں نہ لرزاں ہوں میں

تصحیح: [illegible] (۱۴۱۵ھ)

شذرات

(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی اُمّی نہ تھا!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرنے کی خاطر علماء سلسلہ عوام کو یہ کہہ رکھا ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جس کا کوئی استاد نہ ہوا اور جسے لکھنا پڑھنا آتا ہو یہ بے بنیاد بات اعتراض برائے اعتراض کی حیثیت رکھتی ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ ہمارے نبی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نبی امی نہ تھا۔

الشیخ محمد عبدہ کے افادات سے مرتب تفسیر القرآن میں الشیخ رشید رضا مشہور مصری مصنف لکھتے ہیں:-

”ولم ینقل ان اللہ تعالیٰ بعث نبیًّا امیاً غیر نبینا (ص) فھو وصف خاص لا یشارك محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہ احد من النبیین۔“ (تفسیر المنار جلد ۹ ص۲۲۵)

ترجمہ - یہ ہرگز ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کو امی ہونے کی صورت میں مبعوث فرمایا ہو - درحقیقت امی ہونا وہ خاص وصف ہے جس میں کوئی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شریک نہیں ہے۔“

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب نبی پڑھے لکھے تھے کوئی امی نہ تھا - یہ امتیازی وصف صرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا کہ آپ امی تھے۔

اندریں حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی انبیاء کے لئے لکھا پڑھا ہونا لازمی ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر امی نہ ہونے کے باعث اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(۲)

پاکستان کی خدمات کو اہل لیبیا کبھی فراموش نہیں کر سکتے

پاکستان بننے کی ایک بڑی برکت یہ ہے کہ دیگر مسلمان ممالک کو بہت بڑی تقویت حاصل ہو رہی ہے۔ جناب سید عبدالقادر صاحب وزیر خارجہ لیبیا نے بغداد میں فرمایا کہ:-

”پاکستان کے لئے ہمارے دلوں میں زبردست جذبات پائے جاتے ہیں۔ دنیا کی عظیم ترین اسلامی مملکت کی حیثیت سے ہم نے حصول آزادی کے لئے پاکستان سے امداد حاصل کی اور ۱۹۵۱ء میں ہم آزادی پانے میں کامیاب ہو گئے۔ پاکستان نے اقوام متحدہ میں لیبیا کی آزادی کے لئے جو خدمات انجام دیں لیبیا کے عوام انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے۔ لیبیا خاص طور پر پاکستان کے سابق وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان کا شکر گزار ہے، جنہوں نے ہمارے حق میں آواز اٹھائی تھی۔“

(نوائے وقت لاہور ۲۰ر فروری ۱۹۶۶ء)

یہ اعتراف پاکستان کی غیر معمولی اہمیت اور اس کے نفع بخش وجود پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب سابق وزیر خارجہ پاکستان کے حاسدوں کے لئے بھی ایک سبق ہے۔ نیز عالم اسلامی اور مسلمانوں کی بے لوث خدمت کا جو بے پناہ جذبہ چوہدری صاحب موصوف میں موجزن ہے اس کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(۳)

"کیا حضرت مسیح تبت آئے تھے؟"

عنوانِ بالا سے روزنامہ جنگ کراچی مؤرخہ ۱۱ر فروری ۱۹۶۱ء میں ذیل کی خبر شائع ہوئی ہے:-

"سرینگر ۱۰ر فروری - لاکھوں افراد سے اس سوال کا جواب معلوم کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ کیا حضرت یسوع مسیح بھی کسی زمانہ میں تبت آئے تھے۔ بودھی میں لداخ کی ایک نئی تاریخ مرتب کی جا رہی ہے۔ انجیل مقدس کے بعض مفسرین نے رائے ظاہر کی ہے کہ ۱۲ سے ۳۰ سال کی عمر کے دوران حضرت یسوع مسیح نے اپنی زندگی کا کچھ حصہ مشرق بالخصوص تبت میں صرف کیا تھا۔ تبت اس زمانہ میں بودھ فلسفہ کا ابھرتا ہوا مرکز تھا۔ لداخ کی ابتدائی تاریخ کے بعد سے اس کتاب میں بودھ مت پر بھی روشنی ڈالی جائے گی جو لداخ ہوتا ہوا تبت سے وادئ کشمیر تک پھیل گیا تھا۔ اس کے متعلق صحیح حالات اور واقعات جاننے کے لئے لداخی عالموں کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔"

اس خبر کے ساتھ آپ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ۱۸۹۹ء کے شائع کردہ اعلان کے الفاظ ذیل پر بھی غور فرمائیں:-

"اس پیشگوئی (یکسر الصلیب) میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی تب انجام ہوگا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہونگے۔"[۱] (کتاب مسیح ہندوستان میں صلا طبع اول)

کیا آئے دن کے انکشافات اس پیشگوئی کی حرف بحرف تصدیق نہیں کر رہے؟

(۴)

رسالہ "پیام مشرق" اور جماعت احمدیہ کے اوقاف

ہمارا **موقف** یہ ہے کہ انقلابی بیدار حکومت تمام پاکستانیوں کے ساتھ بلا لحاظ مذہب و علاقہ یکساں منصفانہ سلوک کر رہی ہے۔ اسلئے کسی گروہ، جماعت یا اخبار نویس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ حکومت کو کسی خاص جماعت کے معاملہ میں **خاص سلوک** کرنے کا **مشورہ** دے۔ ایسے "مشورہ" سے ایک طرف فرقہ وارانہ جذبات کو ابھارنا مقصود ہوگا اور دوسری طرف حکومت پر بالواسطہ یہ الزام لگانا کہ گویا وہ اس فرقہ کی رعایت کر رہی ہے حالانکہ ایسا الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

اپنے اسی معقول موقف کی بناء پر ہم نے الفرقان کی گزشتہ اشاعت میں لاہور کے رسالہ "پیام مشرق" کے ذیل کے اقتباس پر تنقید کی تھی:-

"اس بات پر **تمام پاکستان** بھر میں بے حد **تعجب** کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ ربوہ قادیانی ریاست اور لاہوری مرزائیوں کے بڑے بڑے اوقاف کی طرف **حکومت کی نگاہ** نہیں گئی۔ نہ ہی چیف ایڈمنسٹریٹر صاحب ربوہ اور لاہوری پارٹی کی قادیانی گدیوں کی وقف املاک اور ہزاروں ایکڑ اراضی جو سندھ میں ہے اپنی **تحویل میں لیتے** ہیں حالانکہ **قادیانی بھی پاکستان میں رہتے** ہیں۔" ("پیام مشرق" فروری ۱۹۶۱ء)

یہ اندازِ تحریر کس بات کی غمازی کر رہا ہے اس کی وضاحت کی ہمیں ضرورت نہیں، ہر پڑھا لکھا انسان خوب سمجھ سکتا ہے۔

[۱] اس سلسلہ میں ہمارے فاضل دوست شیخ عبد القادر صاحب لائلپوری کی کتاب "صحائف قمران" بھی قابل دید ہے۔ مفصل آئندہ۔

ایڈیٹر صاحب "پیام مشرق" نے مارچ کے تازہ رسالہ میں ہمارے شذرہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی فرقہ وارانہ ذہنیت کا اظہار الفاظ ذیل میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ :-

"معاصر الفرقان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر وہ پاکستان کے عوام میں رہنا پسند کرتے ہیں تو ہر وہ قانون جو عوام پر لاگو ہوگا اس سے سرتابی کرنا ان کے لئے غیر ضروری ہے۔ پاکستانی عوام کے اوقاف جیسے حکومت کی تحویل میں جا رہے ہیں قادیانی اوقاف بھی حکومت کی تحویل میں ضرور جائیں گے۔ زود یا بدیر ایسا ہو کر رہے گا اور اس کی سرتابی ناممکن ہے"

ہم تو یہی جانتے ہیں کہ یہ کام حکومت کا ہے۔ کہ وہ جن اوقاف کے متعلق یقین کرے کہ ان کا مصرف ناجائز ہو رہا ہے انہیں اپنے فیصلہ کے مطابق اپنی تحویل میں لے کر ان کی آمدنی کو صحیح مصرف میں خرچ کرے مگر مدیر "پیام مشرق" یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ حکومت ایڈیٹر "پیام مشرق" کے مشورہ اور فیصلہ کی پابند ہے اور اسے بہرحال زود یا بدیر ایسا کرنا پڑے گا کہ جماعت احمدیہ کے اوقاف کو اپنی تحویل میں لے لے۔ علاوہ ازیں اوپر کے اقتباس میں اشارۃً یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ حکومت اپنے قوانین احمدیوں پر لاگو نہیں کر رہی۔ ہمارے نزدیک یہ سب انداز خطرناک اور فرسودہ ہیں۔ حکومت بیدار ہے اور اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے ادا کر رہی ہے اسلئے اب "پیام مشرق" ایسے رسالوں اور جرائد کو اپنے پرانے طرز پر انداز تحریر کو بدلنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ان خواہ مخواہ دخل در معقولات دینے والے علماء کو صالح تبدیلی کی توفیق بخشے۔ آمین ؏

العشر الاواخر من شهر الصيام

(از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

آخری عشرۂ ماہِ رمضان کی برکات
ہیں بہت، قرأتِ قرآن و دعا و صلوٰات
ہر مسلمان پہ واجب ہے بہ اخلاص تمام
یہ مہینہ جو ہے حاصل کرے اس کی برکات
روزہ رکھے تو تہجد اشت بھی ہر طرح کرے
خوب بڑھ چڑھ کے مساکین کو بخشے خیرات
معتکف ہو کے بتاتا ہے خدا کی خاطر
چھوڑ سکتے ہیں علائق سبھی فرخندہ صفات
مال کا، جان کا، ایثار سکھایا حق نے
اور بتایا کہ ہو کس طرح سے صرفِ اوقات
جس میں ہوتا ہے ملائک سے سکینت کا نزول
اسی عشرہ میں ملا کرتی ہے وہ قدر کی رات
عید میں عید مناؤ انہیں پا کر اکمل
اور اللہ سے مانگا کرو ایمان و ثبات

افریقہ اور امریکہ میں اسلام کا شاندار مستقبل

آئندہ صفحات میں قارئین کرام چند نہایت قیمتی اور ایمان افروز مقالات مطالعہ فرمائیں گے۔ یہ مقالات لاہور کے ایک عظیم جلسہ میں اسلام کے ان جاں نثار مجاہدین نے پڑھے جو سالہا سال سے افریقہ اور امریکہ کے کفرستانوں میں اسلام کی ندا مبلند کر رہے ہیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مجلس خدام الاحمدیہ دہلی دروازہ لاہور کے زیر اہتمام اور صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب سلمہ اللہ اور مکرم بشیر الدین صاحب زعیم مجلس کی زیر نگرانی مورخہ ۵ر فروری ۱۹۶۱ء کو وائی۔ ایم سی ہال میں ایک پُر رونق جلسہ ہوا۔ صدارت کے فرائض جناب کرنل عطاء اللہ صاحب نے ادا فرمائے اس موقعہ پر مکرم شیخ عبد القادر صاحب فاضل نو مسلم نے بھی ایک دلچسپ مقالہ بطور "تعارف" پڑھا تھا۔ یہ مقالہ بھی شاملِ اشاعت ہے۔ خاکسار نے بھی "امنِ عالم اور اسلام" کے عنوان سے مقالہ سُنایا تھا۔ جسے بہت سے احباب کی خواہش کی تعمیل میں اس رسالہ کے افتتاحیہ کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ ایک بیرسٹر دوست تو اس بارے میں اتنے متاثر تھے کہ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اس کا ترجمہ کر کے جمعیت اقوام متحدہ میں بھجوائیں گے۔

جناب مولوی امام الدین صاحب فاضل مبلغ انڈونیشیا، عزیز یوسف عثمان صاحب افریقن طالب علم، اور عزیز محی الدین صاحب انڈونیشین طالب علم نے بھی عمدہ مقالہ جات پڑھے۔ تقاریر کی بجائے اِس جلسہ میں مقالہ جات کی پابندی تو بعض مقامی حالات کی وجہ سے لگائی گئی تھی مگر اس کا یہ بھی ایک فائدہ ہو گیا کہ وہ سب مقالہ جات اشاعت پذیر ہو کر قارئین تک پہنچ رہے ہیں۔ الحمد للہ۔

خاکسار

ابو العطاء جالندھری

غلبۂ اسلام کے وعدے اور ان کا ظہور

ذیل کا دلچسپ مضمون جناب شیخ عبدالقادر صاحب فاضل (نو مسلم سابق سوداگرمل) نے وائی۔ایم۔سی۔ہال لاہور میں ۵ رفروری کے جلسہ میں بطور "تعارف" بیان فرمایا:—

حضرات! قبل اس کے کہ مقررین حضرات اپنی تقاریر شروع کریں میں آپ کی توجہ آج سے قریباً چودہ سو سال پہلے کی ایک آسمانی کتاب کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میری مراد اس آسمانی کتاب سے قرآن کریم ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے لئے بطور دین کے پسند کر لیا"۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ باری تعالیٰ نے ہمارے لئے ہمارا دین مکمل کر دیا ہے اور اب ہمیں قیامت تک کسی اور شریعت کی ضرورت نہیں۔ لیکن باوجود اس بات کے ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی آمد کے بعد اربوں اور کھربوں ایسے انسان گزر چکے ہیں جن تک نامساعد حالات کی وجہ سے ہمارے اسلاف اسلام کی اس نعمت کو پہنچا نہیں سکے۔ بلکہ کروڑوں انسان اس وقت بھی دنیا میں ایسے موجود ہیں جن تک پیغام حق ابھی تک نہیں پہنچ سکا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ممکن ہے ناواقف لوگوں کے لئے یہ امر حیران کن ہو لیکن قرآن کریم اور تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے والے انسان کے لئے یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ جتنے آمد و رفت کے ذرائع دنیا میں آجکل ہمیں نظر آرہے ہیں پہلے زمانہ میں ان کا عشر عشیر بھی نہیں تھا۔ بڑے بوڑھے سنایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص ہمارے ملک سے حج کرنے کے لئے جایا کرتا تھا تو تمام رشتہ داروں سے اپنے قصور معاف کروا کر جاتا تھا۔ اور یہ سمجھتا تھا کہ پتہ نہیں زندہ واپس آسکوں گا یا نہیں۔ بعض اوقات دو دو بلکہ تین تین سال حج پر صرف ہو جایا کرتے تھے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ آجکل ہوائی جہاز کے ذریعہ حج کرنے پر صرف چند دن لگتے ہیں۔ یہی حال دیگر سفروں کا ہے۔ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا اس قدر آسان ہے کہ چند گھنٹوں میں انسان ہزاروں میل کا سفر طے کر کے ایک دور دراز ملک میں پہنچ جاتا ہے۔ یہی حال خط و کتابت اور خبر رسانی کا ہے۔ ہم ساری دنیا کی تازہ خبریں روزانہ ریڈیو کے ذریعہ سنتے اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ مشاہدہ بھی کر لیتے ہیں۔ اور چٹھیاں بھی اتنی سرعت کے ساتھ دوسرے ملکوں میں پہنچائی جاتی ہیں کہ بعض اوقات اندرون ملک میں دیر لگ جاتی ہے لیکن دوسرے ملک میں چٹھی پہنچنے میں دیر نہیں لگتی اور تار اور ٹیلیفون کے انتظام نے تو گویا مسافت کو نہ ہونے کے برابر کر دیا ہے۔ نہ صرف دنیا ایک پلیٹ فارم کی طرح بن چکی ہے بلکہ انسان نے ستاروں پر بھی کمندیں ڈالنا شروع کر دی ہیں۔

پس ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی اشاعت کے لئے بھی اس زمانہ میں غیر معمولی سامان مہیا فرماتا چنانچہ اس نے وہ سامان مہیا فرمائے۔

سب سے پہلے اس نے ہمارے اس غریب اور کم ترقی یافتہ

ملک میں ایک ایسے انسان کو کھڑا کیا جو کسی یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ نہیں تھا، کسی بڑے شہر میں بود و باش نہیں رکھتا تھا بلکہ قادیان جیسی ایک گمنام بستی میں جو ریلوے اسٹیشن سے بھی ۱۱ میل کے فاصلہ پر تھی پیدا ہوا اور وہیں اس نے اپنی ساری زندگی گزار دی۔ اس انسان نے، ہاں اسلام کے اس عظیم الشان جرنیل نے، اسلام کی کمزور حالت کا مشاہدہ کرکے اللہ تعالےٰ کے حضور سالہا سال تک متواتر راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دعائیں کیں۔ وہ رات کے اندھیروں میں اللہ تعالےٰ کے حضور اس قدر رویا کہ اس نے عرشِ الٰہی کو ہلا دیا۔ تب اللہ تعالےٰ نے اس پر ایک روشنی ظاہر کی اور اسے بشارت دی گئی کہ :۔

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے
محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد"

یعنی اسے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اسلام کی سربلندی کیلئے دعائیں کرنے والے اور گریہ وزاری سے میرے عرش کو ہلانے والے شخص اُٹھ اور خوشی سے ٹہل کہ تجھے بشارت دی جاتی ہے کہ اب تیرے ذریعہ سے مسلمانوں کو پھر پہلے سا عروج حاصل ہوگا۔ بلکہ ان کے پاؤں ترقی کے بلند مینار پر اس قدر مضبوطی کے ساتھ جم جائیں گے کہ پھر انہیں کوئی متزلزل نہیں کر سکے گا۔"

حاضرین! وہ شخص، ہاں وہ عظیم الشان شخص جس کا میں نے ابھی ذکر کیا وہ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے جنہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی زندگی کا ہر ایک لمحہ خرچ کیا۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مشتمل اسی ۸۰ کے قریب کتابیں لکھیں۔ آریوں، عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کے ساتھ مباحثات کئے۔ ان کے اسلام پر اعتراضات کے جوابات دیئے اور اسلام کا خوبصورت چہرہ اس قدر روشن کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا کہ یا تو پچھلی صدی میں اسلام نہ صرف

مغربی لوگوں کی نگاہ میں بلکہ خود ہمارے ہم وطن غیر مسلموں کی نگاہ میں جو ہندوؤں اور ڈاکوؤں کا مذہب سمجھا جاتا تھا اور یا پھر وہ ایسا جاذبِ توجہ اور خوبصورت نظر آنے لگا کہ آپ کے طفیل ہزاروں لوگوں نے مشرک اور بُت پرست اقوام میں سے نکل نکل کر اسلام کو قبول کیا۔ تو وہ شخص جو اس وقت آپ کے سامنے بول رہا ہے یعنی یہ عاجز بھی اسی ملک کی ہندو قوم کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور میرے جیسے سینکڑوں ایسے انسان ہیں جو اس ملک کی غیر مسلم قوموں میں سے جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے۔ اور غیر ممالک میں تو ہزاروں کی تعداد میں ایسے افراد موجود ہیں جنہوں نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے اسلام قبول کیا۔ ان اسلام قبول کرنے والوں میں بعض ایسے اشد مخالف تھے کہ وہ بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے میں اپنی نجات سمجھتے تھے لیکن اب وہ رات کو نہیں سوتے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد مرتبہ درود شریف نہ پڑھ لیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

حضرات! انسان کی عمر محدود ہے۔ وہ اپنی زندگی میں بعض عظیم الشان کاموں کی تخم ریزی تو کر سکتا ہے لیکن انہیں پایۂ تکمیل تک پہنچانا آنے والی نسلوں کا کام ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اوّل یہ کہ معمارِ قوم اپنی قوم کی تعمیر کے لئے بے پناہ جوش اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور کام کرنے کی ساری صلاحیتیں احسن طور پر اس کے اندر پائی جاتی ہوں۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ کی تائید اسے حاصل ہو۔ خصوصاً روحانی کاموں کی سرانجام دہی کے لئے تو تائیدِ الٰہی کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ اور میں علیٰ وجہ البصیرت اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جن کی اُمت ہونے کا ہم سب کو فخر حاصل ہے دونوں باتیں بدرجہ اتم پائی جاتی

تھیں یعنی آپ اپنی ذاتی قابلیتوں کے لحاظ سے بھی تمام بنی نوع انسان پر سبقت حاصل کئے ہوئے تھے اور تائید الٰہی بھی آپ کو اس درجہ حاصل تھی کہ غیر مسلم مصنفین بھی یہ امر تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ جس قدر قلیل عرصہ میں آپؐ کو دینی اور دنیوی کامیابیاں حاصل ہوئیں اس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ مذاہب یکسر قاصر ہے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا۔ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یقولوا لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ (الحدیث) یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک پیغامِ حق پہنچانے کے لئے لوگوں کے ساتھ مجادلہ کرتا رہوں جب تک کہ تمام دنیا کلمہ لا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ نہ پڑھ لے۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنی ساری عمر اشاعتِ دین میں صرف کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضورؐ کے خلفاء اور علماء نے بھی اسلام کو اکنافِ عالم تک پہنچانے میں اپنی بساط کے مطابق حصہ لیا لیکن آپ سب جانتے ہیں کہ آج تک جبکہ اسلام کو دنیا میں آئے ہوئے قریباً چودہ سَو سال گذر گئے ہیں ہم دنیا کی نصف آبادی کو بھی اسلام سے روشناس نہیں کرا سکے۔ اور اس کی وجہ وہ ہے جو میں نے اوپر بیان کی یعنی پہلے زمانہ میں ذرائع آمد و رفت بالکل محدود تھے جس کی وجہ سے یہ کام نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی روحانی حالت بھی کمزور ہو گئی۔ اور اب تو مسلمان دنیوی ترقی کے میدان میں بھی بہت پیچھے ہیں۔

مگر فرمودۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا ہونا بھی ضروری تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے شروع سے ہی یہ سامان کیا کہ ہر صدی کے سر پر کسی نہ کسی مجدد کو اسلام کی آبیاری کے لئے بھیجتا رہا۔ اور یہ زمانہ جو دینی طور پر گمراہی میں اپنے کمال کو پہنچنے والا تھا اس کے لئے یہ انتظام کیا کہ ایک مسیح موعود و مہدی معہود کے بھیجنے کا وعدہ کیا جس نے آکر اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے اہم کردار ادا کرنا تھا۔ چنانچہ اکثر مفسرین نے آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اسلام کو یہ عروج مسیح اور مہدی کے زمانہ میں حاصل ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے آکر مدافعتِ اسلام اور قلمی جہاد کا وہ کام کیا کہ جو رہتی دنیا تک آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے گا اور وہ ہمیشہ آپ کی مرہونِ منت رہیں گی۔ آپ فرماتے ہیں :-

"اس وقت جو ضرورت ہے یقیناً سمجھ لو سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔" (ملفوظات)

پھر فرماتے ہیں :-

"وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت

برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہانتک کہ قیامت آجائے گی ...... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین ص۶۵)

دوستو! مسیح پاکؑ نے اسلام کے غلبہ کی بنیاد رکھی اور اس کی کامیاب اشاعت کے لئے روحانی اسلحہ کا ایک بے پناہ اور کارگر ذخیرہ ہمیں مہیا کر گئے۔ اب اس کی فوج کے سپاہی چار دانگ عالم میں پھیل گئے ہیں۔ اور اشاعت اسلام کا مقدس فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

آج کی صحبت میں وقت کی رعایت رکھتے ہوئے صرف چند مجاہدین آپ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔ احباب کو چاہیئے کہ پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ ان کو سنیں اور پھر دلی دعاؤں کے ساتھ ان کی امداد فرمائیں۔

اے اللہ! تو ان کی امداد فرما اور خاص الخاص کامیابیوں سے اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنے میں انکی نصرت فرما۔ آمین ثم آمین ٭

افریقہ میں اسلام کا مستقبل نہائت درخشندہ ہے

(از جناب مولانا محمد منور صاحب فاضل مبلغ مشرقی افریقہ)

صاحب صدر و معزز حاضرین! افریقہ میں اسلام کی ترقی کے بارہ میں آپ اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں اور ہم سب کے لئے یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ اس تاریک براعظم پر اسلام کے سورج کی کرنیں عمودی رنگ میں پڑ رہی ہیں۔ افریقہ کا شمالی حصہ اسلام کے پہلے دَور سے ہی اسلام سے مانوس ہو چکا تھا۔ اب اسلام کی ترقی کے اس دوسرے دَور میں افریقہ کا مشرقی، مغربی اور جنوبی حصہ بھی اسلام سے روشناس ہو رہا ہے اور کئی علاقوں میں ہزارہا افریقن اسلام کو اپنے مذہب کے طور پر اختیار کر چکے ہیں اور ہزارہا افریقن اسلام کی تعلیم اور اس کی تمدنی اور مجلسی زندگی سے متاثر ہو چکے ہیں اور اس سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ مشرقی افریقہ میں اسلام کا سب سے پہلا مبلغ ۱۹۳۴ء میں قادیان سے بھجوایا گیا۔ اس کے بعد مختلف اوقات میں مزید مبلغین بھجوائے جاتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد جب جماعت احمدیہ کا مرکز بھی پاکستان میں منتقل ہو گیا تو یہاں سے بھی مبلغین بھجوانے کا سلسلہ جاری رہا اور اب تک جاری ہے عجیب بات یہ ہے کہ تقسیم ہند کے معاً بعد جبکہ ہندوستان اور پاکستان کی حکومتیں بھی بمشکل اپنے قدموں پر کھڑی تھیں، جماعت احمدیہ کے اولوالعزم امام نے جنوری ۱۹۴۸ء میں پانچ نوجوانوں کا ایک قافلہ افریقہ میں تبلیغ اسلام کیلئے بھجوایا۔ دو مبلغ مشرقی افریقہ اور تین مبلغ مغربی افریقہ روانہ کئے گئے۔ میرا یہ افریقہ کے مشرقی ساحل پر قدم رکھنے کا

پہلا موقع تھا۔ اُس وقت جماعت کا عارضی مرکز اسی شہر لاہور میں تھا اور جماعت خود بالکل بے سروسامانی کی حالت میں تھی لیکن اس تنگدستی اور غریب الوطنی کے عالم میں بھی یہ جماعت تبلیغِ اسلام کے فریضہ سے غافل نہیں تھی۔

مَیں نے مشرقی افریقہ میں بارہ سال گزارے ہیں اور مَیں آپ کے سامنے آنکھوں دیکھی شہادت بیان کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے جوانہمت مبلغین دن رات اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ کم و بیش پندرہ پاکستانی و ہندوستانی مبلغین نے اس عرصہ میں تبلیغی جہاد میں حصہ لیا ہے۔ اور دو درجن کے قریب افریقن ٹرینڈ مبلغین ان کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ایک افریقن مبلغ شیخ امری عبیدی صاحب کو گزشتہ دو سال سے ٹانگانیکا کے دارالخلافہ دارالسلام کا میئر منتخب کیا جا رہا ہے۔ اور اب وہ ٹانگانیکا لیجسلیٹو کونسل کے بلا مقابلہ ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک مضبوط ٹیم اشاعتِ اسلام کی جدوجہد میں لگی ہوئی ہے۔ اور یہ اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے کہ افریقن باشندوں پر اسلام کی تبلیغ کا کتنا گہرا اثر ہے۔ یہاں تک کہ سیاسی اور ملکی امور میں بھی وہ اسلامی مبلغین کو اپنا ہمدرد اور خیرخواہ سمجھتے ہیں۔

ہمارے تمام مبلغین وہاں کی زبان سے واقف ہیں اور اپنے مافی الضمیر کو بخوبی ادا کر سکتے ہیں۔ ہمارے مرکزی دارالتبلیغ نیروبی سے دو اخبار سواحیلی اور انگریزی زبان میں چھپتے ہیں اور مذہبی حلقوں میں انہیں مقبولیت حاصل ہے۔ اسلامی تعلیم، قرآن و حدیث اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ مبارکہ کی روشنی میں پیش کی جاتی ہے۔ اور اسلام کے بارہ میں ہر غلط فہمی یا اعتراض کا جواب نہایت معقول اور مدلل رنگ میں ان اخبارات میں شائع ہوتا ہے۔

مساجد کی تعمیر کی طرف شروع سے توجہ رہی ہے، اور اب خدا تعالےٰ کے فضل سے کینیا، ٹانگانیکا اور یوگنڈا کے تمام بڑے بڑے شہروں میں شاندار مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ ممباسہ، نیروبی، کسوموں، دارالسلام، ٹبورا اور زنجبار میں چھ مساجد مکمل ہو چکی ہیں اور ساتویں مسجد کمپالہ میں زیر تعمیر ہے اور اب قریب الاختتام۔ تمام مساجد کے ساتھ مبلغ کا مکان اور لائبریری موجود ہے اور تمام اہم شہروں میں اسلام کی تبلیغ کے مضبوط مرکز بن چکے ہیں۔ شہروں کے علاوہ دیہاتی آبادی کے لئے متعدد مساجد دیہات میں ہیں جن میں افریقن مبلغین تعلیم و تربیت کا کام جاری رکھتے ہیں۔

مقامی پریس کا رویہ ہمارے متعلق غیر متعصبانہ ہی نہیں ہمدردانہ ہے۔ مبلغین کے خطوط اور بیانات انگریزی اور سواحیلی اخبارات میں شائع ہوتے ہیں اور جماعتی کارروائی کی اہم خبریں پریس میں چھپتی رہتی ہیں۔ نیروبی ریڈیو سٹیشن سے ہمارے مبلغین حسبِ موقع اسلامی مضامین پر تقاریر نشر کرتے ہیں۔ اب دارالسلام ریڈیو سے بھی اس کی اجازت مل گئی ہے اور ٹانگانیکا کے باشندوں کے لئے اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے کا عمدہ موقع میسر آگیا ہے۔

تالیف و تصنیف کا کام صرف اخبارات کی اشاعت تک محدود نہیں بلکہ ہر سال متعدد اشتہارات و پمفلٹ مختلف زبانوں میں شائع کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک دس دس بیس بیس ہزار کی تعداد میں چھاپ کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس طرح افریقن و غیر افریقن باشندوں میں اسلامی تعلیم وسیع پیمانے پر پھیلائی جا رہی ہے۔ ان کے علاوہ مشرقی افریقہ میں ایک درجن کتب اسلام کے بارہ میں لکھ کر چھپوائی گئی ہیں۔ ان میں سے دس سواحیلی زبان میں اور دو انگریزی زبان میں ہیں۔ یہ کتب بڑے شوق

سے خریدی جاتی ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں سواحیلی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر شائع کی گئی تھی اس کے دس ہزار نسخے تیار کرائے گئے اور گزشتہ سات سال سے انہیں ملک کے طول و عرض میں پھیلایا جا رہا ہے۔ افریقن نہایت شوق اور محبت سے اسے خریدتے ہیں اور اس بیش بہا روحانی خزانہ کے دستیاب ہونے پر جماعت احمدیہ کے بے حد ممنون ہیں۔ کلام پاک کی برکات مختلف رنگوں میں ظاہر ہو رہی ہیں اور وہ لوگ جن کے متعلق خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ روحانی انسان بن جائیں گے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ ماؤ ماؤ تحریک میں شامل ہو کر دہشت پسندی کے الزام میں گرفتار ہونے والوں نے جب قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا تو ان میں سے بعض قیدخانوں میں ہی مسلمان ہو گئے اور اب باعمل مسلمان اور پرامن شہری بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان برکات کا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جائیگا اور وہ دن دور نہیں جب سارا مشرقی اور وسطی افریقہ کلام اللہ کے فیض سے مستفیض ہوگا اور وہاں کے باشندے اسلام اور بانیٔ اسلامؐ پر ہزار جان سے فدا ہوں گے۔

ناظرین کرام! حبّ الوطنی ایمان کا حصہ ہے اور ہمارے پاکستانی مبلغین اس جذبہ سے خالی نہیں ہیں۔ ہمارے مبلغین مملکتِ خداداد پاکستان کے اغراض و مقاصد کے متعلق خاص خاص مواقع پر اظہارِ خیال کرتے اور اس بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کرتے رہتے ہیں۔ مشرقی افریقہ میں پاکستان کمیشن کے قیام سے پہلے ہماری جماعت پاکستان ڈے کا اہتمام کرتی تھی اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر اس قومی دن کو مناتی تھی۔ ان جلسوں میں ہمارے مبلغین کی تقاریر نہایت شاندار اور یادگاری نوعیت کی ہوتی تھیں۔ اب پاکستان کمیشن کے قیام کے بعد مشرقی افریقہ کی احمدی جماعتیں ان سے ہر رنگ میں تعاون کرتی ہیں اور مشرقی افریقہ اور عدن میں ہماری جماعت کے بعض افراد پاکستان ایسوسی ایشن کے صدر، سیکرٹری اور ممبر ہیں۔ ہمارے مرکزی دار التبلیغ کی طرح پاکستان کمیشن بھی نیروبی میں قائم ہے اسلئے کمشنر پاکستان اور اُن کے سٹاف سے ہمارے مراسم قریب کے رہتے ہیں۔ پہلے پاکستانی کمشنر نواب صدیق حسن خان صاحب بڑے شریف النفس اور خاندانی آدمی تھے۔ ان کی اہلیہ محترمہ دیندار اور مخلص دوست ہونے کی وجہ سے ہماری مستورات کے حلقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ جب بھی احمدی خواتین سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد کرتیں یا اسی قسم کی کوئی اور تقریب ہوتی تو ان کو ضرور دعوتِ شمولیت دی جاتی اور عموماً وہی اس قسم کی تقاریب کی صدارت کیا کرتی تھیں۔ دوسرے پاکستانی کمشنر مسٹر ایس۔ اے افضل کے ہمارے رئیس التبلیغ صاحب سے دوستانہ تعلقات تھے۔ ایک عید کے موقع پر جماعت احمدیہ نیروبی نے مسٹر افضل کے اعزاز میں عشائیہ ترتیب دیا۔ ان کے سٹاف کے ممبر بھی مدعو تھے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مسٹر افضل نے جماعت اور اس کی اسلامی خدمات کے بارہ میں عمدہ خیالات کا اظہار کیا اور ہمارے مشن کی Visitors' Book میں بھی نہایت اچھے ریمارکس درج کئے۔ اب تیسرے کمشنر مسٹر کے۔ ایف سبحان آئے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات بدستور ہیں۔ خاص خاص مواقع پر پاکستان کے متعلق ہمارے جماعتی اخبارات میں مضامین چھپتے ہیں۔ قائد اعظم مرحوم کے حالات و ارشادات اور کمشنر صاحبان اور صدر کے پیغامات ان کے فوٹوؤں کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔ اس ساری خدمت کے پس پشت جو بغیر کسی قسم کے معاوضہ کے کی جاتی ہے۔ وہی حبّ الوطنی کا جذبہ کارفرما ہے۔

تبلیغ اسلام کے ضمن میں میں ایک واقعہ کے ذکر سے نہیں رُک سکتا۔ ڈاکٹر بلی گراہم عیسائی دنیا کے بڑے

نامور مبلغ ہیں اور ان کی بعض ایسی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں جو اُن سے پہلے کسی عیسائی مبلغ کو حاصل نہیں ہوئیں۔ انہوں نے گزشتہ سال کے شروع میں افریقہ کا دَورہ کیا اور ہمیں معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی تقاریر میں اسلام اور قرآن پر اعتراض کیا ہے۔ مارچ کے پہلے ہفتے میں جب وہ مشرقی افریقہ پہنچے تو ہمارے رئیس التبلیغ مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے ان کو ایک ذاتی خط لکھا اور اس میں انہیں لکھا کہ آپ عیسائیت کو زندہ مذہب سمجھتے ہیں اور ہم اسلام کو۔ اسلئے بہتر ہے کہ ہم دعا کے ذریعہ اپنے اپنے مذہب کی زندگی ثابت کریں۔ اس کا طریق یہ ہو کہ دس افریقن، دس ایشین اور دس انگریز بیمار ایسے لئے جائیں جن کے متعلق ڈاکٹروں کا خیال ہو کہ وہ صحتیاب نہیں ہوسکتے۔ ان بیماروں کو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان قرعہ اندازی کے ذریعہ برابر تقسیم کر دیا جائے اور پھر دونوں فریق اپنے اپنے بیماروں کی صحت کے لئے دعا کریں۔ اگر مسلمانوں کی دعا قبول ہوجائے تو ان کا مذہب زندہ اور سچا سمجھا جائے ورنہ عیسائیوں کا۔ یہ خط ان کے دفتر میں بھجوا دیا گیا۔ کیونکہ وہ خود نیروبی سے باہر ٹانگانیکا کا دَورہ کر رہے تھے۔ ہوسکتا تھا کہ وہ یہ خط پڑھ کر خاموش ہوجائیں اور بیرونی دُنیا کو اس کا علم بھی نہ ہو اسلئے مَیں نے رئیس التبلیغ صاحب سے اجازت چاہی کہ اس خط کے مضمون سے مقامی پریس کو بھی خبردار کر دوں۔ انہوں نے اجازت دیدی۔ اور مَیں اسی وقت اس خط کی نقول لے کر اخبارات کے نمائندوں سے فرداً فرداً ملا اور انہیں اس چیلنج سے مطلع کیا۔ پریس نے اس بات میں خاصی دلچسپی لی اور نیروبی کے ایک بہت بڑے روزنامہ نے اس دعوتِ مقابلہ کو اگلے ہی دن شائع کر دیا۔ ایک مشہور اور کثیر الاشاعت ہفت روزہ نے بھی اس خبر کو شائع کیا۔ اور خبر کے ساتھ رئیس التبلیغ صاحب کا فوٹو بھی شائع کیا۔ ڈاکٹر گراہم نیروبی آئے مگر اس خط کا جواب نہ دیا۔ آخر ایک تقریر کے اختتام پر ایک نامہ نگار نے ان سے سوال کیا کہ آپ بیماروں کی شفایابی کے لئے دعا کی خاطر بھی کوئی مجلس منعقد کریں گے یا نہیں؟ ڈاکٹر گراہم نے جواب دیا۔ یہ میرا کام نہیں۔ مَیں تو صرف تقریر کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کی مرضی پوری ہو۔

یہ چیلنج اور ڈاکٹر گراہم کا جواب یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ میں بالخصوص اور آزاد دنیا کے دوسرے حصوں میں بالعموم لوگوں کے لئے بڑا جاذب توجہ ہوا۔ اخبارات نے اس خبر کو کثرت سے شائع کیا جس کے نتیجے میں ہمیں افریقہ اور امریکہ سے متعدد لوگوں کے خطوط موصول ہوئے۔ ان میں سے کئی مَردوں اور عورتوں نے اپنی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست کی تھی۔ ایسے تمام لوگوں کو اسلامی لٹریچر مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا گیا اور یہ بھی لکھا گیا کہ وہ جماعت احمدیہ کے مقدس امام کی خدمت میں دعا کے لئے لکھیں، خود بھی دعا کریں اور ہم بھی ان کے لئے دعا کریں گے۔ مَیں گزشتہ سال جولائی میں پاکستان کے لئے روانہ ہوا تھا۔ میری روانگی سے پہلے جنوبی افریقہ کے ایک انگریز کا خط آیا تھا کہ ان کی اعصابی تکلیف جو لاعلاج ہوچکی تھی بلکہ علاج سے اَور زیادہ بڑھ رہی تھی اب کافی حد تک دُور ہوچکی ہے۔ وہ خود اور ان کے بعض قریبی اسلام کا مطالعہ کر رہے ہیں اور اب وہ اس مذہب کے ہمدرد بن گئے ہیں۔

میرے محترم بزرگو اور بھائیو! آپ تسلیم کریں گے کہ مذہب کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ وہ انسان کو خدا تعالیٰ کے اتنا قریب کر دے کہ وہ اس کے قرب کو محسوس کرے، ہر مشکل مرحلہ پر وہ خدا تعالیٰ سے دعا کرے اور وہ اس کی دعاؤں کا جواب دے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور جو بھی سچے طور پر اس کی پیروی کرے گا خدا تعالیٰ اپنے خاص نشانات کے ذریعہ اس کی

نصرت و تائید کرے گا۔ جماعت احمدیہ یقین رکھتی ہے کہ اسلام کا خدا زندہ ہے، اس کی کتاب زندہ ہے اور اس کا رسولؐ زندہ ہے۔ اسی مذہب کو جماعت احمدیہ ساری دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ اور افریقہ کے مشرقی حصہ میں جو اسلامی خدمت بجا لائی جا رہی ہے اس کا مختصر خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ بے شک یہ کام منظم طور پر ہو رہا ہے اور خلافت کی برکات میں سے یہ عظیم الشان برکت ہے۔ مگر یہ کہنا نادرست نہ ہوگا کہ ابھی تک یہ مہم اپنے ابتدائی مراحل میں ہے۔ جو شخص بھی اسلام کو ایک فاتح اور غالب مذہب کے طور پر دیکھنے کا متمنی ہے اس کے لئے موقع ہے کہ وہ اس عظیم جد و جہد میں شریک ہو جائے اور اپنی ہر چیز اس مقصد کے لئے وقف کر دے۔ اگر کوئی اسلامی کہلانے والی جماعت اس میدان میں اُترے تو ہمارا تعاون اُسے حاصل ہوگا اور ہمارے تجربہ سے وہ فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ گزشتہ سال پاکستانی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ حکومتِ پاکستان بیرونی ممالک میں مبلغین بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ ایک نہایت ہی مستحسن اقدام ہے اور جتنی جلدی یہ قدم اٹھایا جائے بہتر ہے۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے جو بعض ذہنوں میں پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ افریقہ میں مصری مبلغین کام کر رہے ہیں یا کسی اور اسلامی ملک کے بھجوائے ہوئے مبلغ وہاں اشاعت اسلام کر رہے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس خبر میں قطعاً کوئی صداقت نہیں ہے۔ یہ فخر صرف اور صرف پاکستانیوں کو حاصل ہے اور ان میں سے بھی ان کو جنہیں لوگ "قادیانی" کہتے ہیں۔ کاش ہمارے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہو!

بہرحال افریقہ میں اسلام کی اشاعت کی مضبوط بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ وہ مذہب جسے مردہ سمجھا جاتا تھا اور جس پر دل کھول کر حملے کئے جاتے تھے وہ اب زندہ ہو چکا ہے اور اس کا زندگی بخش پیغام سرعت سے قلوب میں اپنی جگہ بناتا چلا جا رہا ہے۔ اسلام اب حملہ آور ہے اور کوئی شخص اس پر حملہ کر کے بچ نہیں سکتا۔ افریقہ میں اسلام کا مستقبل نہایت درخشندہ اور روشن ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس صدی کے ختم ہونے سے پہلے پہلے افریقہ میں اسلام ہی اسلام ہوگا، انشاء اللہ۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے شاندار نتائج

(از جناب مولانا محمد صدیق صاحب فاضل امرتسری مبلغ مغربی افریقہ)

پروگرام کے مطابق خاکسار نے آپ کے سامنے مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں اسلام اور وہاں پر جماعت احمدیہ کی طرف سے قائم کئے ہوئے اسلامی مشنوں کی تبلیغی سرگرمیوں اور ان کے نتائج پر روشنی ڈالنی ہے۔ اس لحاظ سے سب سے پہلے ضمناً یہ عرض کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ خاکسار کو خدا کے فضل و کرم سے تقریباً گزشتہ ۲۱ سال ان علاقوں میں تبلیغِ اسلام کرنے کی توفیق ملی ہے اور خاکسار مرکز کے حکم سے دسمبر ۱۹۶۰ء میں وہاں سے پاکستان واپس آیا ہے۔

گو اسلام مغربی افریقہ کے اندرونی علاقوں میں عرب تاجروں اور عرب مہاجرین کی ان علاقوں میں آمد اور رہائش کی وجہ سے تقریباً پانچ چھ سو سال سے پھیل رہا ہے لیکن اس کے اس طرح پھیلنے کی رفتار بہت کم تھی۔ اب گزشتہ

سَو سال سے اسلام وہاں کافی سرعت سے ترقی کر رہا ہے جس کی بڑی وجہ ان ممالک کے پسماندہ لوگوں کا آہستہ آہستہ بیدار ہوتے جانا اور دوسرے اسلامی ممالک سے روابط کا قائم ہونا نیز سفر وغیرہ کی حالیہ آسانیوں اور نئی نئی ایجادوں کا پیدا ہوتا ہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی کے مخصوص حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یورپ کے مختلف عیسائی فرقوں نے اپنے سفید فام عیسائی مبلغین ان علاقوں میں دھڑا دھڑ بھیجنے شروع کر دیئے جن کے مدنظر وہاں اپنا مذہب پھیلانے کے علاوہ اپنی یورپین حکومتوں کا وہاں سیاسی اثر و رسوخ اور اقتدار قائم کرنا بھی تھا۔ چنانچہ اس غرض کے پیش نظر ان ابتدائی عیسائی مشنریوں کو یورپین طاقتوں کی طرف سے پورا پورا تعاون اور ہر قسم کی مدد حاصل تھی بلکہ اکثر تو وہاں بھیجے ہی حکومتوں کی طرف سے جاتے تھے۔ تاکہ یہ مبلغین ان کے لئے راستہ صاف کریں اور پھر وہ یورپین قومیں افریقن ممالک میں اپنی استعماری حکومتیں قائم کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ گزشتہ پانچ دس سال قبل تک ان علاقوں میں افریقن لوگ عیسائی پادریوں سے بھی ویسے ہی مرعوب و خائف اور دب کر رہتے تھے جیسے کہ سفید فام حکام اور گورنمنٹ کے افسران سے۔

ان یورپین مبلغین نے اپنے سیاسی اثر و اقتدار کو کام میں لاتے ہوئے نیز سکولوں، ہسپتالوں، گرجوں اور دیگر مختلف خیراتی اداروں کو قائم کر کے ایک طرف ان ممالک کے مشرک اور بُت پرست پسماندہ لوگوں کو عیسائی بنانا شروع کیا اور دوسری طرف وہاں کے غریب مسلمانوں پر سیاسی رعب، علمی دباؤ، لالچ اور مختلف قسم کے دیگر حیلوں سے انہیں اپنی طرف مائل کرنے کی کوششیں کیں جن کے نتیجہ میں مسلمانوں میں سے بھی ہزاروں خاندان عیسائی ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ عیسائیت کا یہ بڑھتا ہوا سیلاب ان ممالک سے بھی مسلمانوں کو سپین کی طرح بالکل ختم کر دے گا۔

جب وہاں کے کمزور، غریب اور پسماندہ مسلمان اس قسم کے حالات اور عیسائیوں کی جارحانہ کارروائیوں کا شکار ہو رہے تھے حتیٰ کہ بعض علاقوں میں ان کی مسجدیں جلا کر انہیں وہاں سے جلا وطن بھی کیا جا رہا تھا۔ اس نازک دور میں سنہ ۱۹۱۶ء میں احمدیہ جماعت کی طرف سے شائع شدہ انگریزی ترجمۃ القرآن اور دیگر انگریزی میں شائع شدہ اسلامی لٹریچر وہاں پہنچا جس نے ان کی ہمت اور اسلام پر ایمان کو بہت مضبوط کر دیا۔ چنانچہ بعد میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ سے ان کی خط و کتابت کے نتیجہ میں سنہ ۱۹۲۱ء میں وہاں پر جماعت احمدیہ کی طرف سے باقاعدہ مبلغ بھیجے گئے جنہوں نے وہاں کے تین مختلف علاقوں میں تبلیغی مشن قائم کئے اور نہ صرف مسلمانوں کو باقاعدہ منظم کیا بلکہ دو تین سال کے قلیل عرصہ میں ہزاروں مشرک اور بُت پرست افریقنوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ اور بہت سے عیسائی ہوئے ہوئے مسلمان خاندانوں کو پھر سے اسلام کے ساتھ وابستہ کر دیا۔

اس کے بعد پے در پے جماعت احمدیہ کی طرف سے بیسیوں اور مبلغ ان علاقوں میں بھیجے جاتے رہے جن کے ذریعہ خدا کے فضل سے اب مغربی افریقہ کے اکثر بڑے بڑے ملکوں میں باقاعدہ احمدیہ جماعتیں قائم ہیں خصوصاً نائیجیریا، سیرالیون، لائبیریا اور گھانا میں۔ ان علاقوں میں احمدی مبلغین کے وہاں جانے سے پہلے کوئی مسلم سکول نہیں تھا لیکن اب خدا کے فضل سے وہاں جماعت احمدیہ نے اپنے خرچ پر بیسیوں سکول کھولے ہیں جن میں مسلمان طلباء عام دنیوی مضامین انگریزی وغیرہ کے علاوہ عربی زبان، قرآن کریم اور دینی تعلیم بھی باقاعدہ حاصل کرتے ہیں اور اب تو خدا کے فضل سے وہاں دو احمدیہ کالج بھی کھل چکے ہیں۔ تعلیمی پروگرام کے علاوہ اب وہاں جماعت کی طرف سے مختلف علاقوں میں اسلامی مشن ہسپتال اور احمدیہ ڈسپنسریاں بھی کھولنے کے پروگرام پر باقاعدہ عمل شروع ہو چکا

ہے۔ چنانچہ سیرالیون میں ایک اعلیٰ پیمانے پر احمدیہ مشن ہسپتال کھل چکا ہے جس کے انچارج ایک کوالیفائیڈ پاکستانی احمدی ڈاکٹر ہیں۔ جہاں پر بلاتفریق مذہب و ملت اور رنگ نہ صرف مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے بلکہ بعض حالات میں انکی مالی امداد بھی کی جاتی ہے۔

اس وقت صرف سیرالیون میں جہاں کہ میں تقریباً ۱۸ سال کام کرتا رہا ہوں خدا کے فضل سے ہماری ۹۰ جماعتیں ہیں اور تقریباً ۴۸ مساجد ہیں جو کہ ہمارے مبلغین کی کوششوں اور جماعت کے طوعی چندوں سے وہاں بنائی گئی ہیں اور اکثر ان میں سے ایسی جگہوں پر قائم ہیں جہاں کہ پہلے اسلام کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اسی طرح وہاں اب ہمارا ایک مضبوط اسلامی پریس ہے جہاں سے ایک باقاعدہ مسلم اخبار "الھلال الافریقی" کے علاوہ عربی اور انگریزی اور لوکل زبانوں میں اسلامی لٹریچر بھی شائع کیا جاتا ہے جو کہ تمام ملک میں قیمت پر فروخت کیا جاتا ہے۔

غانا اور نائیجیریا میں بھی ہماری طرف سے کافی تعداد میں سکول کھولے گئے ہیں اور وہاں سے ایک ہفتہ وار اخبار The Truth ہمارے مشن کی طرف سے جاری ہے جو کہ سارے نائیجیریا کا واحد اسلامی اخبار ہے اور ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے۔ وہاں بھی خدا کے فضل سے ہمارا مضبوط پریس ہے جس میں کثرت سے اسلامی لٹریچر شائع کر کے ملک میں پھیلایا جاتا ہے۔ نیز قرآن کریم کا ترجمہ بھی لوکل زبان میں تیار کیا جا رہا ہے جس کا پہلا حصہ چھپ کر مارکیٹ میں آچکا ہے

ہماری ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ جہاں سینکڑوں عیسائی سوسائٹیاں اور مشن وہاں عیسائیت کی تبلیغ میں دن رات مصروف کار ہیں وہاں ہمارے مسلمان بھائیوں میں سے بھی تبلیغی اسلامی سوسائٹی ان ممالک میں باقاعدہ اپنے مشن کھول کر اور مبلغ بھیج کر احمدی مبلغین کا ہاتھ بٹائیں اور اسلام کا بول بالا کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔ گو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے مسلمان فرقے تبلیغ نہیں کر رہے تاہم ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے پاکستانی مسلمان بھائی خاص طور پر اس طرف توجہ فرمائیں گے اور اس جہادِ عظیم میں ہمارے شریک کار بنیں گے۔ کیونکہ وہ علاقے بہت وسیع ہیں اور وہاں پر خصوصاً آجکل جبکہ وہاں بعض عیسائی ملکوں نے اسلام کے خلاف اور عیسائیت کے حق میں اپنی کوششیں تیز تر کر دی ہیں اس امر کی ضرورت ہے کہ ہزاروں مسلمان مبلغین مختلف علاقوں میں پھیل جائیں اور قرونِ اولیٰ کے مجاہدین کی طرح اخلاص اور محنت سے اسلام کی بے لوث خدمت کر کے دین و دنیا میں نام پیدا کریں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نور سے افریقہ کے براعظم (جسے عموماً ڈارک کانٹیننٹ ("تاریک براعظم") کہا جاتا رہا ہے) کے ہر حصّے کو منوّر کر دیں۔

اب یہ کوئی مخفی امر نہیں ہے بلکہ ہر اخبار بین جانتا ہے کہ جب سے افریقن ممالک میں سیاسی بیداری پیدا ہوئی ہے اور افریقن لوگوں نے استعماری زنجیروں سے آزاد ہونا شروع کیا ہے ان میں مذہبی جستجو اور اپنے مناسب حال روحانی لائحہ عمل تلاش کرنے کی تڑپ بھی پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے جس کے نتیجہ میں ایک طرف وہ عیسائیت کو استعماری اور سفید قوموں کا مذہب خیال کرتے ہوئے اس سے بیزار ہو رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اسلام کو اپنے مناسب حال اور عالمگیر مساوات اور باہمی اخوت کا مذہب سمجھتے ہوئے اسکے قریب آ رہے ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر اب دنیا بھر کے عیسائی مشنوں اور فرقوں نے اپنا سارا تبلیغی زور افریقہ پر صرف کرنے کا تہیّہ کر لیا ہے اور اب وہ اپنی طرف سے

پورا زور اس امر پر صرف کر رہے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح عیسائیت کے اکھڑتے ہوئے قدم وہاں پھر جما دیں اور مذہبی طور پر اسلام کو وہاں شکست دیکر پورے افریقہ پر عیسائیت کو مسلط کر دیں۔ چنانچہ امریکہ کے مشہور اخبار ٹائمز مؤرخہ ۱۰ اپریل کے مطابق عیسائیوں نے افریقہ میں اپنے مبلغین کی تعداد اب پہلے سے بہت بڑھا دی ہے۔ چنانچہ پروٹسٹنٹ سفید مبلغین کی تعداد اب یعنی ۱۹۶۱ء میں ۱۶۲۵۶ ہو چکی ہے اور رومن کیتھولک سفید پادری ۹،۶۶۹ سے بڑھا کر اب ۲۷،۳۷۲ کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ تعداد ان ہزاروں افریقن عیسائی مبلغین اور ٹیچروں کے علاوہ ہے جو کہ لوکل طور پر اپنے اپنے مشنوں میں کام کرتے ہیں۔ اس کے مقابل پر اسلام کی تبلیغ کے میدان میں مغربی افریقہ میں صرف پچیس تیس پاکستانی احمدی مبلغ کام کر رہے ہیں جن کے ماتحت خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے تربیت یافتہ سینکڑوں افریقن مبلغین اپنے اپنے علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ باوجود احمدی مبلغین کی بظاہر بے سروسامانی کے اور اس قدر قلیل تعداد میں ہونے کے سارے مغربی افریقہ میں اسلام کو ایسی نمایاں فتح ہو رہی ہے کہ خود عیسائی مشنوں کے لیڈر معترف ہیں اور آئے دن پریس میں ان کے بیانات شائع ہوتے رہتے ہیں کہ اسلام غالب آ رہا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر بلی گراہم جو کہ امریکہ کے مشہور ترین اور عالمی شہرت کے عیسائی پادری ہیں انہوں نے اپنے افریقہ کے حالیہ دورے سے واپسی پر امریکہ میں علی الاعلان اس امر کا اعتراف کیا کہ باوجود ہماری ان تھک کوششوں کے افریقہ میں اسلام بڑی سرعت سے پھیل رہا ہے اور عیسائیت کو شکست ہو رہی ہے اسلئے امریکن سیاہ فام نیگرو پادری ٹرینڈ کر کے وہاں بھیجے جائیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ افریقہ کے لوکل افریقن حکام خصوصاً مسلمان وزراء وغیرہ ہمیشہ ہمارے احمدی مبلغین سے تعاون کرتے اور ہر موقعہ پر ہماری مدد کرتے اور حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اور اس امر کے معترف ہیں کہ اگر احمدی مبلغین بروقت یہاں پہنچ کر عیسائیت کا مقابلہ نہ کرتے تو مغربی افریقہ میں اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جاتا۔ چنانچہ آنریبل مرٹلن مارگائے وزیر اعظم سیرالیون کا بیان حال ہی میں وہاں کے پریس میں شائع ہوا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:۔

"He had been greatly impressed by the sacrifices of the Ahmadiyya Mission & by the simple living of its missionaries. These missionaries do not have the means & facilities enjoyed by the missionaries of other relegions in this country, but in spite of the hardships they undergo they are devoting themselves to the spiritual & educational progress of the land."

اسی طرح آنریبل کانڈے بورے وزیر مواصلات اور پبلک ورکس نے اسی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"I can not refrains from admittiy that in Sirra-Leone today if there is any Muslim organisation busy in serving the country, it is only the Ahmadiyya Movement & its missionaries. And it would also be an injustice not to admit the fact that if the Ahmadi missionaries had not come to this country & defended Islam here againt the onslaught of Christian missions, hardly anything of Islam except its name would have been left in these parts by this time, & no one would have liked to associate himself with it."

اسی طرح مغربی افریقہ کے ایک آفیشل آرگن "ویسٹ افریقن ریویو" کے سالنامہ میں جو دسمبر ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا ہے اس رسالے کے ایڈیٹوریل سٹاف کی طرف سے اسلام پر ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی اور تعلیمی خدمات کا ان الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے:-

"The Ahmadiyya sect is small but very active & vocal. It came from India where the founder Ghulam Ahmad died in 1908. Pakistani missionaries often vist different parts of west Africa and their success seems to be much greater among the coastal & educated people. They run a number of schools on western lines, print journals, & write columns on Muslim teaching

in the local secular Press."

اِن مذکورہ بیانات سے حاضرین پر بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کے ذریعہ کس خوش کن طریق پر مغربی افریقہ میں اسلام نہ صرف سرعت سے پھیل رہا ہے بلکہ تربیتی لحاظ سے بھی اس کی بنیادیں مضبوط تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ پس ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوسرے مسلمان بھائی بھی اس حقیقی اسلامی جہاد میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے اور ہمیں اپنی اخلاقی، مادی اور لسانی امداد سے نوازیں گے تاکہ ہماری مشترکہ تبلیغی کوششوں سے براعظم افریقہ کا کونہ کونہ سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے عالمگیر نور یعنی اسلام سے جھک اُٹھے اور افریقن لوگ اخوتِ اسلامیہ کی مضبوط لڑی میں منسلک ہو کر ہمارے حقیقی بھائی بن جائیں اور اسلام کا دنیا میں بول بالا ہو۔ اور حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی حکومت دنیا میں قائم ہو۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے آمین ❊

لائبیریا میں تبلیغِ اسلام

(از جناب صوفی محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل مبلغ لائبیریا)

معزز حاضرین! خاکسار کو اسلام کا ایک ادنیٰ سپاہی ہونے کا فخر حاصل ہے اور اس حیثیت سے خاکسار نے تقریباً گیارہ سال تک افریقہ میں اسلام کی تبلیغ اُس جہاد کی شکل میں کی ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بانیٔ اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے اپنی حدیث یضع الحرب میں معیّن کر دیا تھا اور جو کلام اللہ میں "جاھدھم بہٖ جھادًا کبیرًا" کے الفاظ میں مذکور ہے۔ یہ جہاد بالقرآن جسقدر کٹھن، صبر آزما اور مشکل ہے اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگا لیں کہ ایک دفعہ مصر کے چند متقدر علماء تبلیغ اسلام کے ارادہ سے یہ کہہ کر اپنے ملک سے نکلے کہ ہم سالہا سال تک چین میں تبلیغ اسلام کریں گے لیکن وہاں پہنچ کر وہ وہاں صرف تین ماہ گزارنے کے بعد واپس مصر آگئے اور جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ آپ تو سالوں کے ارادہ سے وہاں گئے تھے پھر یہ کیا ہوا کہ آپ صرف تین ماہ گزرنے کے بعد واپس مصر آگئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ "لم نجد الفول المدمس ھناك" یعنی ہمیں وہاں اپنے ملک کی مرغوب غذا "ایک خاص قسم کی پھلیوں کا سالن" نہیں ملتا ہے اور ہم وہاں کی خوراک کھا نہیں سکتے۔ حضرات! ذرا آپ اندازہ لگائیں کہ ایک طرف یہ وہ عرب ہیں جو اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار کہتے تھکتے نہیں ہیں لیکن اسلام کی خاطر وہ ایک ادنیٰ سی قربانی کرنے کو بھی تیار نہیں ہیں اور دوسری طرف مسیح محمدی کے ہم وہ خادم ہیں جو اسلام کی خاطر غیر ممالک میں مہینوں نہیں سالوں تک ہر قسم کی تکلیف سے نبرد آزما ہوتے ہیں اور اپنے ممالک کو واپس نہیں لوٹتے جب تک کہ ہم اسلام کا جھنڈا مضبوطی سے ان ممالک میں گاڑ نہیں لیتے جہاں ہمیں بھیجا جاتا ہے۔ حضرات! کیا

اس سے بڑھ کر ثبوت بھی آپ کو اس شخص کی صداقت کا مل سکتا ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "لوکان الایمان معلقًا بالثریا لنالہٗ رجلٌ من ابناء فارس" اس زمانہ میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ وہ عظیم الشان معجزہ ہے جس کی نظیر مسلمانوں کی اور کوئی جماعت قطعاً پیش نہیں کر سکتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ قاہرہ کے مشہور اور کثیر الاشاعت دینی رسالہ "الفتح" نے اپنی ایک اشاعت میں یہ اعتراف کیا ہے کہ "جماعتِ احمدیہ نے اکیلے وہ کام کر دکھایا ہے جو دنیا کے کروڑوں مسلمان مل کر نہیں کر سکتے ہیں"

حضرات! افریقہ میں تبلیغِ اسلام کے لئے ایک وسیع میدان ہے اور قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس برّاعظم میں تبلیغِ اسلام کے شرف کے لئے جماعتِ احمدیہ کو مخصوص کر دیا ہے چنانچہ آج سے تقریباً ۵۰ سال قبل جبکہ افریقہ میں جماعت احمدیہ کا ایک بھی مشن موجود نہ تھا۔ جماعتِ احمدیہ کے خلیفہ اوّل رضؓ نے اپنی ایک مجلس میں یہ الفاظ کہے کہ "ہمیں افریقہ سے خوشبو آتی ہے"۔ چنانچہ آج اس مقدس انسان کے الفاظ ایک پیشگوئی کی شکل میں افریقہ میں پورے ہو رہے ہیں اور میں نے مغربی افریقہ کے چار ممالک یعنی نائیجیریا، سیرالیون، غانا اور لائبیریا میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اسلام کی تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خاص طور پر افریقہ میں بھجوایا ہے۔ پاکستان کا اخبار بین طبقہ جماعت احمدیہ کی اُن مساعی سے جو وہ افریقہ اور دیگر ممالک میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے بروئے کار لا رہی ہے یقیناً غافل نہیں ہے اور پاکستان ٹائمز اور نوائے وقت میں گزشتہ سال شائع ہونے والے متعدد مضامین اس بات کی زندہ شہادت ہیں۔

حضرات! اس مختصر تمہید کے بعد اب میں لائبیریا میں تبلیغِ اسلام کے مختصر حالات بیان کرتا ہوں۔

لائبیریا کا ملک افریقہ میں سب سے پرانی ری پبلک (Republic) ہے اور افریقہ کے مغربی ساحل پر سیرالیون کے مشرق میں واقع ہے اور مغربی افریقہ میں American influence کیلئے Spring board کا کام دیتا ہے۔ مجھے اس ملک میں تین سال سے زائد تبلیغِ اسلام کا موقع ملا ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے یہ شرف بخشا کہ اس عرصہ میں نہ صرف یہ کہ میں نے اس ملک میں اسلام کا ایک مستقل مشن قائم کر دیا، بلکہ مالی لحاظ سے بھی اس مشن کو بالکل اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔

حضرات! لائبیریا کی آبادی کوئی پندرہ لاکھ کے قریب ہے۔ ایک لاکھ کے قریب مسلمان ہیں۔ ۷۵ ہزار کے قریب عیسائی ہیں اور باقی Pagans ہیں۔

حضرات! اس ملک میں تبلیغ اسلام کی مشکلات کا اندازہ آپ لگا نہیں سکتے جب تک میں آپ کے سامنے اس ملک کے مذہبی حالات کا نقشہ پیش نہ کر دوں۔

اس ملک کے مسلمان بہت ہی پسماندہ، تعلیم میں پیچھے اور تجارت میں کسی گنتی و شمار میں نہیں ہیں۔ سیاسی اعتبار سے ان کی حالت یہ ہے کہ اس ملک کی پارلیمنٹ میں صرف ایک مسلمان پیراماونٹ چیف بہ حیثیت اپنے علاقہ کا پیراماونٹ چیف ہونے کے ممبر ہے نہ کہ بطور مسلمانوں کے نمائندہ کے۔ اس علاقہ کے مسلمان احساسِ کمتری کا بُری طرح شکار ہیں اور عیسائی حکمرانوں کی دربانی کو ہی اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں۔ اس ملک کے چیف امام کی یہ حالت تھی کہ وہ مسلمانوں کو لے کر جب نماز عید کے لئے باہر میدان میں جاتا تو اُس وقت تک نماز شروع نہ کرتا جب تک کہ بارہ بجے کے قریب اس ملک کا عیسائی پریذیڈنٹ نہ آجاتا۔ اور یہ امام صاحب صرف اسلئے اس کا انتظار کرتے تھے کہ نماز عید کے بعد پریذیڈنٹ صاحب ان کو بطور خیرات کچھ رقم دیتے تھے۔ اس وقت ان مسلمانوں میں سے بعض عیسائی سکولوں میں تعلیم پا کر بڑے معزز عہدوں پر

پہنچے ہیں لیکن یہ اسلام کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ ان میں سے ایک فوجی کرنل کو پوچھا کہ آپ عیسائی کیوں ہوگئے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ "our social & Political rights are not secured unless we become christians"
اسی طرح وہاں کا سابق سیکرٹری آف سٹیٹ بھی پہلے مسلمان ہوتا تھا۔ یہ اس ملک کے مسلمانوں کی پسماندگی اور کمتری کا حال ہے۔ اس کے بالمقابل عیسائیت کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ اس ملک کا پریذیڈنٹ کٹر عیسائی ہے اور عیسائیت کا زبردست مبلغ ہے۔ یہ شخص عیسائیت کی تبلیغ کے لئے خاص جوش رکھتا ہے۔ اس ملک کے تمام وزراء عیسائی ہیں۔ لائبیریا کے سفیر سب کے سب عیسائی ہیں۔ سکولوں اور کالجوں کے تمام ہیڈ ماسٹر اور پرنسپل بلا استثناء عیسائی ہیں، ڈاکٹر سب عیسائی ہیں۔ وکلاء سب عیسائی ہیں۔ بڑے بڑے تاجروں اور بڑے بڑے زمینداروں کی اکثریت عیسائی ہے۔ پھر اس ملک میں حکومت کا اپنا کوئی براڈ کاسٹنگ سٹیشن نہیں ہے لیکن عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اس ملک میں ایک نہیں بلکہ دو طاقتور براڈ کاسٹنگ سٹیشن ہیں۔ عیسائی مشنوں کے سینکڑوں سکول اور متعدد ہسپتال ہیں پریس مکمل طور پر عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے۔ صنعت و حرفت پر عیسائی لوگوں کا قبضہ ہے اور ٹرانسپورٹ پر عیسائی لوگ چھائے ہوئے ہیں۔

ان حالات میں اس ملک میں اسلام کا کیا مستقبل ہو سکتا ہے اور اسلام کے رستہ میں کیا کیا مشکلات ہونگی۔ مسلمانوں کا morale کیا ہوگا اور ان پر کیا گزرتی ہوگی؟ مگر ان تمام حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے اس ادنیٰ خادم کو یہ توفیق بخشی کہ میں نے تن تنہا اس ملک میں ببانگ بلند اسلام کی تبلیغ کی۔ میں نے اس ملک کے پریس میں بغیر ایک پیسہ خرچ کئے متعدد مضامین اسلام کے متعلق لکھے اور اسلام پر ہونے والے اعتراضوں کے جواب دیئے۔ اس ملک کے وزراء اور وہاں پر مقیم غیرملکی سفراء کو interviews کے ذریعہ تبلیغ اسلام کی اور ان کے پاس اسلام کا قیمتی لٹریچر فروخت کیا۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ نے مجھے تبلیغ اسلام کا وہ موقع بھی دیا جو کہ لائبیریا کی تاریخ میں یقیناً نادر ہے اور وہ یہ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ توفیق بخشی کہ میں نے اس ملک کے پریذیڈنٹ کی اجازت سے اس کے محل میں اُسے اور اس کی ساری کابینہ کو جسے اس نے خود خاص طور پر بلایا تھا تبلیغ اسلام کی اور اس کا ذکر وہاں کے اخباروں میں بڑے اہتمام سے ہوا۔ اس واقعہ کی اہمیت کا اندازہ آپ اس امر سے لگالیں کہ جب مجھے پریذیڈنٹ صاحب نے یہ موقعہ دیا تو اس ملک کے چیف امام نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں اُسے بھی اس موقعہ پر اپنے ساتھ لے جاؤں۔ چنانچہ میں اُسے اور اس کے دو اور آدمیوں کو بھی اپنی جماعت کے لوگوں کے ساتھ وہاں لے گیا اس موقعہ پر میں نے پریذیڈنٹ صاحب کو یہ بھی کہا کہ آپ مسلم مشن کے لئے بھی ویسے ہی مفت زمین دیں جیسا کہ آپ نے باقی عیسائی مشنوں کو دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کو ساری کابینہ کے سامنے منظور کیا اور بعد ازاں اپنے ذاتی دستخطوں سے ایک خط بھیجا (جو ہمارے پاس محفوظ ہے) اور اس میں لکھا کہ آپ کسی جگہ بھی گورنمنٹ کی زمین سے اپنے لئے زمین منتخب کر لیں اور میں یہ زمین آپ کے مشن کو دیدونگا اور اس زمین میں آپ اپنا مشن ہاؤس، مسجد، سکول وغیرہ جو کچھ چاہیں بنالیں۔

حضرات! میں نے اس ملک کے ہر طبقہ میں تبلیغ اسلام کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مشن کو اس قدر شہرت دی کہ اس ملک کی یونیورسٹی میں آنے والے غیرملکی زائرین کو وہاں سے ڈائریکٹ کیا جاتا ہے کہ اسلام کے متعلق ان کو اگر صحیح معلومات درکار ہیں تو وہ احمدیہ مشن کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ ہمارا مشن غیرملکی زائرین کا مرجع بنا رہتا ہے۔ اور ایک وقت آیا

کہ اس ملک کے پریذیڈنٹ صاحب نے میرے سامنے پارلیمنٹ کے سپیکر کو جو یونیورسٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا چیرمین بھی تھا یہ ارشاد فرمایا کہ یونیورسٹی میں عربی کی تعلیم جاری کی جائے اور اس کے لئے میری خدمات حاصل کی جائیں۔

اگرچہ اس ملک میں ہماری جماعت کی تعداد ابھی بہت تھوڑی ہے لیکن تبلیغی لحاظ سے اللہ تعالےٰ نے ہمیں عیسائیوں میں سے بھی لوگ عطا کئے جو مسلمان ہوئے، بلکہ ایک عیسائی مشن کالج کے ایک انگریز پروفیسر نے مجھ سے قرآن مجید سبقاً سبقاً پڑھا اور باوجود عیسائی مشن کالج میں پڑھانے کے ہر جمعہ کے روز وہ باقاعدہ ہمارے مشن میں نماز جمعہ ادا کرنے آتے تھے۔ ایک اور جرمن پروفیسر نے بھی مجھ سے قرآن مجید پڑھا۔ مسلمانوں میں سے بھی بعض نہایت ممتاز لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے احمدیت کے قبول کرنے کی توفیق بخشی۔ ان میں خاص طور پر ایک شخص اسماعیل مالک ہیں جو اس ملک میں چوٹی کے عربی دان شمار ہوتے ہیں۔ ان کی قابلیت کا اندازہ آپ اس امر سے لگا لیں کہ جب اس ملک کے موجودہ پریذیڈنٹ صاحب کی inauguration ہوئی تو انہوں نے خواہش کی کہ مسلمان اپنا ایڈریس عربی زبان میں پیش کریں تو اس وقت سارے ملک سے جس شخص کو اس کام کے لئے چُنا گیا وہ یہی اسماعیل مالک تھے جو اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدی ہیں۔

حضرات! اس ملک میں ایک اور خاص خدمت اسلام کا موقعہ جو مجھے ملا وہ یہ ہے کہ اس ملک میں بہائیت کی تبلیغ کا میں نے مقابلہ کیا ہے۔ ان کے اس ملک میں کوئی نو مبلغ ہیں۔ بہائیت کی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اچھے اصول تمام کے تمام اسلام سے اخذ کئے گئے ہیں۔ لیکن چونکہ امریکہ وغیرہ میں عیسائیوں نے اپنے تعصب سے اسلام کی شکل بگاڑ کر پیش کی ہے اس لئے بہائیوں کو یہ موقعہ مل گیا کہ انہوں نے اسلام کے سنہری اصولوں پر بہائیت کا لیبل لگا کر انہیں مغربی ممالک میں پیش کیا۔ اور چونکہ اسلام کے اصول بڑے ہی Appealing ہیں اسلئے امریکہ میں خاص طور پر بہائیوں کو قدرے کامیابی ہوئی اور انہوں نے امریکہ کو اپنا مرکز بنا کر وہاں سے اپنے مبلغ غیر ممالک میں بھجوانے شروع کئے۔ سارے مغربی افریقہ میں لائبیریا کا ملک بہائیت کی تبلیغ کا مرکز ہے۔ میں نے تن تنہا ان لوگوں سے ان کے مشن میں انفرادی اور اجتماعی طور پر اور کبھی انکو اپنے مشن میں بُلا کر متعدد مباحثے کئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے مشن کی انچارج عورت نے ایک دن تنگ آکر مجھے کہا کہ

"Mr. Soofi, my mission people tell me that you will damage our cause."

حالانکہ ان کے مقابلہ کے لئے میرے پاس کوئی لٹریچر نہ تھا۔ یہ سب زبانی مباحثے تھے لیکن حق کی قوت سے وہ جس قدر خائف ہوئے اس کا اندازہ آپ ان الفاظ سے لگا لیجئے جو میں نے اُوپر quote کئے ہیں اور جو اُن کی کُھلی کُھلی شکست کا بزبان خود اعتراف ہے۔ بہائی لوگ صرف عوام میں وسوسہ اندازی کرنا جانتے ہیں ورنہ ان کے پاس حقائق ہرگز نہیں ہیں۔

حضرات! سب سے ضروری چیز جو میں نے اس ملک میں اسلام کے جھنڈے کو مستقل طور پر بلند رکھنے کے لئے کی وہ اس ملک میں اپنی قسم کی اکیلی ایک Multi lingual Bookshop ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں قائم کرنے کی توفیق بخشی اور جس کے لئے میں نے مرکز پاکستان پر ایک دھیلہ کا بوجھ نہیں ڈالا۔ اس کے لئے تمام سرمایہ میں نے خود وہاں سے ہی پیدا کیا اور اب اس بُک شاپ سے ہمیں ہزارہا روپے سالانہ کی آمد ہے۔ یہ بُک شاپ اس ملک کے تمام intelligentsia

کی مرجع بن چکی ہے اور اس ملک میں مقیم بعض یورپین لوگوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ:-

"This is the only Book shop in this country."

اور عجیب بات یہ ہے کہ اس بک شاپ کو Patronize کرنے والوں کی اکثریت عیسائی ہے کیونکہ تعلیم یافتہ صرف وہی ہیں۔ اور اس طرح بھی اسلام کی تبلیغ کے لئے پیسہ خود انہی عیسائیوں کی جیب سے آرہا ہے اور یہ بھی اللہ تعالےٰ کا ایک بہت بڑا فضل ہے جو اس نے اسلام کی ترقی کے لئے ہم پر نازل کیا ہے۔

حضرات! ان مختصر سے حالات سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس ملک میں تبلیغ اسلام کے لئے کیا کیا دشواریاں تھیں۔ لیکن پھر بھی کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص نصرت و تائید سے اس ملک میں اسلام کی ترقی کے لئے ذرائع پیدا کر دیئے ہیں۔ اور مجھے یہ پختہ یقین ہے کہ ؎

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ جہاں معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

امریکہ میں تبلیغِ اسلام کی کامیاب کوششیں

(از جناب سید جواد علی صاحب بی۔ اے، مبلغ امریکہ)

اسلام کا عالمگیر پیغام جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لبوں سے دنیا نے سُنا اس کے لئے یہ مقدر تھا کہ اس سے اوّلین اور آخرین بہرہ اندوز ہوں اور یہ نور اکناف عالم میں پھیلے۔ اگر اس سرچشمۂ رحمت سے عرب کے صحرانشینوں کے تشنہ لب سب سے پہلے سیراب ہوئے تو افریقہ کے بادیہ پیماؤں اور ہند اور فارس کے فرزانوں نے بھی اس آبِ حیات سے جلد حصہ لے لیا۔ یاجوج و ماجوج کی سرزمین اور نئی دنیا ابھی گوشۂ گمنامی میں تھی۔ یہ گویا ابھی سویا ہوا تھا۔ اس کی ظاہری بیداری کے ساتھ ایک روحانی نوشتہ بھی پورا ہونا تھا۔ طلوع الشمس من مغربہا یعنی آفتاب اسلام کا مغربی اقوام پر طلوع و ظہور۔ ان مادہ پرست اقوام کی عظیم الشان بیداری۔ مادی ترقی اور دنیا پر غلبہ و استیلاء اور دوسری طرف رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ فرمان۔ کون کہہ سکتا تھا کہ یہ بات مغربی اقوام کے متعلق پوری ہوگی لیکن خدا کی خدائی ایسے ہی ناممکن الوقوع واقعات سے ثابت ہوتی ہے۔

بیسویں صدی کا سب سے عظیم واقعہ ایک ایسی شخصیت کا ظہور تھا جس نے اسلام کے روحانی نظام میں نیا انقلاب بپا کر دیا۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ صرف اسلام کے دفاع کا بیڑا اٹھایا بلکہ اس کی برتری اور فوقیت کو ان مغربی اقوام تک پہنچانے کا بھی ایک ایسا رستہ کھولا کہ جس کی برکت سے آج اسلام کو ماننے والے کثرت سے ان ملکوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ جہاں پہلے سوائے اسلام پر اعتراضات کرنے کے اور اس کو نیچا دکھانے کے اور کوئی کام نہ تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں ہی مغربی اقوام تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ایک انگریزی

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجراء ہو چکا تھا جو ۱۹۰۸ء سے پہلے ہی جب کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا وصال ہوا یہ رسالہ امریکہ پہنچ چکا تھا۔ مذہبی اور علمی حلقے میں اس رسالے کی مانگ بڑھنے لگی اور سعید روحیں اسلام کی طرف متوجہ ہونے لگیں چنانچہ اسی مدت میں امریکہ کے ایک آدمی نے اسلام قبول کر لیا اور اس کا گہرا مطالعہ شروع کر دیا۔ کچھ ہی عرصہ میں اس نو مسلم دوست نے امریکہ میں اسلام کے حق میں اخبارات میں مضامین لکھنے شروع کر دیئے۔ ایک وقت تھا کہ اس ملک سے اسلام پر حملے ہو رہے تھے اور پھر یہ وقت آیا کہ خود امریکہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے ایسا سامان پیدا کر دیا کہ وہیں کا ایک باشندہ اپنے ہموطنوں کو اسلام کا پیغام دے رہا تھا۔ رسائل، لٹریچر اور خط و کتابت کے ذریعہ امریکہ میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شوق اور جوش بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ وہ دن آئے جب جنگ عظیم اول کے اختتام کے کچھ عرصہ بعد قادیان کی دور افتادہ بستی سے چند مسلمان مجاہدین میدان تبشیر میں نکلے۔ ایک ان میں سے لنڈن پہنچا۔ دوسرا افریقہ کے جنگلوں میں نکل گیا تیسرا ایشیا کے جزیروں میں جا پہنچا اور چوتھا نئی دنیا امریکہ کی وسعتوں میں گم ہو گیا۔

امریکہ کے سب سے پہلے مرد مجاہد حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سنہ ۱۹۲۰ء میں وہاں تشریف لے گئے اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مستغرق ہو کر اسلام کا پیغام دینے لگے۔ آپ کی شباہت، آپ کا لباس، آپ کی تقریر اور آپ کا علم امریکہ کے عوام کے لئے ایک انوکھی بات تھی۔ آپ نے شہر بشہر دورے کرنے شروع کئے۔ پبلک لیکچر دیئے۔ چیدہ چیدہ شخصیات سے ملاقاتیں کیں، سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تقاریر کیں اور اسلام کی حقانیت کے اظہار کی وجہ سے پبلک اور اخبارات میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا۔ آپ کے اس علمی تبحر کی وجہ سے آپ کو مختلف یونیورسٹیوں سے ڈاکٹریٹ کی کئی ایک ڈگریاں ملیں۔ تین سال کے قیام میں امریکہ کے بہت سے شہروں میں آپ نے عوام کو اسلام سے روشناس کرانے میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا اور کئی ایک احباب نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے پھر یکے بعد دیگرے مبلغین امریکہ تشریف لے جاتے رہے اور تبلیغ کا کام کرتے رہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مجھے چھ سال کا طویل عرصہ اشاعت اسلام کے لئے گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پچاس ریاستوں پر مشتمل دنیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مالدار ملک ہے۔ میں وہاں گیا تو حیران تھا کہ اس مادہ پرست ملک میں اسلام کا نفوذ کیونکر ہو گا لیکن جو کچھ میں نے وہاں دیکھا اس کے بعد میں کہہ اٹھا کہ خدا کا ہاتھ اس کے پیچھے کام کر رہا ہے اور ایک دن ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ قریباً ڈیڑھ درجن ریاستوں میں جماعت احمدیہ کے مشن پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی تعلیم، ان کی تربیت و اصلاح اور ان کو اس قابل کر دینا کہ وہ اسلام کے متعلق کماحقہٗ واقفیت حاصل کر کے تبلیغ میں ممد ہو سکیں ایک عظیم کام ہے اور انتھک کوششیں درکار ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکہ میں اس وقت ہماری سینکڑوں کی جماعت ہے جن میں سے درجنوں قرآن کریم ختم کر چکے ہیں اور بعض باترجمہ پڑھنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ان میں سے اکثر نمازوں کے باقاعدہ پابند ہیں رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں اور تبلیغ کے کام میں ممد ہوتے ہیں۔ امریکہ کے ان مسلمانوں میں یہ نئی تبدیلی ان کے ہمجلیسوں، دوستوں، اپنوں اور بیگانوں میں ایک حیرانگی، تجسس اور پھر اسلام کے بارے میں تحقیق کا باعث بنتی ہے اور ہر روز اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے لوگ ہمارے مراکز میں آتے رہتے ہیں۔ ہمارے یہ نو مسلمین امریکہ میں ہماری تبلیغ میں کافی اہمیت رکھتے ہیں اور انکی وساطت سے ہمارا حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ دور دور سے لوگ اسلام کا نام سن کر کھنچے چلے آتے ہیں اور اس

نئے مذہب میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ غرضیکہ ہمارے یہ مسلمان بھائی ہمارا سب سے مؤثر اور اوّل ذریعہ تبلیغ ہیں۔

دوسرا ذریعہ جس سے ہم لوگوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں وہ انفرادی ملاقاتیں ہیں۔ اگرچہ یورپین ممالک میں انفرادی ملاقاتوں میں کافی دقتیں پیش آتی ہیں اور لوگوں سے وقت لے کر ان سے ملنا اور مذہبی امور پر تبادلہ خیال کرنا کافی جدوجہد چاہتا ہے تاہم ایسے مواقع ہم ہمیشہ پیدا کر لیتے ہیں اور احباب سے ذاتی طور پر مل کر ان کے گھروں پر جا کر اسلام کا پیغام پہنچایا جاتا ہے اسلام کے متعلق ان کے دلوں میں جو غلط فہمیاں ہیں انہیں دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور دوسرے مذاہب کے مقابلے پر اسلام کی صحیح تصویر ان کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ افراد کے حلقے میں عوام سے لیکر خواص تک سبھی شامل ہیں۔ مثلاً ملازمین، کاروبار کرنے والے، طلباء، مقامی عہدیداران، ڈاکٹرز، وکلاء، Congressmen اور Senators۔ یہ انفرادی ملاقات نہ صرف یہ کہ غیر مسلمین کے شکوک دور کرتی ہے بلکہ ان کی معرفت ان کے دوستوں سے مزید واقفیت پیدا ہوتی ہے اور اس طرح تبلیغ پھیلنے میں مدد ملتی ہے۔

تیسرا بڑا ذریعہ تبلیغ کا کلبوں، چرچوں اور سکولوں میں تقاریر کا ہے۔ اس ذریعے سے علمی حلقے سے تعلق رکھنے والوں کو براہ راست مخاطب کرنا ہوتا ہے۔ یہی وہ حلقہ ہے جس میں سب سے زیادہ موقع ملتا ہے اور آمنے سامنے ہو کر سوال و جواب پیش ہوتے ہیں۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ خاکسار کو بھی ان اداروں میں بیشتر مرتبہ تقریر کرنے کا موقع ملا ہے۔ امریکی عوام کی دوسرے لوگوں، ملکوں، مذاہب اور کلچر وغیرہ پر ملاقات حاصل کرنے کی خواہش ان کو بہترین سامعین کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے۔ ان کے دلوں میں کوئی تعصب نہیں ہوتا۔ وہ بغیر جھجک کے سوالات کرتے ہیں۔ یہ سوالات اکثر پہلے چند محدود مسائل پر ہوتے ہیں جو ہر ایک کی زبان پر ہیں۔ ان کے جوابات سے تشفی پا جانے کے بعد ان کو ایک گونہ سکون ہوتا ہے جس کا اظہار وہ تقریر کے آخر پر کرتے ہیں کہ کس طرح ان کے شکوک دور ہو گئے ہیں اور اب وہ اسلام کو ایک نئے رنگ میں دیکھنے اور سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں یہ تبدیلی بہت خوشگوار اور ہمارے لئے ہمت افزا ہوتی ہے جو ہمارے کام کو آسان کر کے متواتر کوشش کرتے چلے جانے پر آمادہ کرتی ہے۔

چوتھا بڑا ذریعہ اشاعت لٹریچر ہے۔ اس وقت ہمارے امریکن مشن کے Disposal پر ۵۰ کے قریب مختلف قسم کی مطبوعات ہیں جو چھوٹے اشتہارات سے لے کر بڑی کتب تک ہیں۔ اس لٹریچر میں چند وہ کتب ہیں جنہوں نے عوام میں بے حد مقبولیت حاصل کی ہے۔ پہلا قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ہے۔ دوسری فلاسفی آف دی ٹیچنگز آف اسلام ہے۔ احمدیت آرتھوڈو اسلام ہے۔ اور چوتھی An Interpretation of Islam ہے۔ اسلام کے روزمرہ کے مسائل سے عوام کو آگاہ رکھنے کے لئے ایک رسالہ مسلم سن رائز ہے جو تمام لائبریریوں میں جاتا ہے اور افراد میں تقسیم ہوتا ہے۔ ان سب کے علاوہ قرآن کریم کی انگریزی تفسیر ہے جس میں نہ صرف اسلام پر اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں، بلکہ اسلامی اصولوں کی وہ حکمتیں بیان کی گئی ہیں کہ جن کو موجودہ Scholars اسلام کی Scientific طرز پر نئی تحقیق سمجھتے ہیں اور دشمن بھی اسلام کی خوبیوں کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ لٹریچر اکثر مفت تقسیم ہوتا ہے اور عوام کو فائدہ پہنچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں طبع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لٹریچر کا اثر علمی حلقے پر بڑے عمدہ اور تسلی بخش طور پر ہو رہا ہے جس سے لوگوں کے ذہن اسلام کے قریب آ رہے

ہیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب ہم کسی مجلس میں ہوتے ہیں تو اسلامی لٹریچر کا ذکر ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی دوست مل جاتا ہے جو کہتا ہے کہ اس نے فلاں فلاں کتاب پڑھی ہے اور اسلام سے واقفیت حاصل کی ہے۔ غرضیکہ اس لٹریچر کے ذریعے ہم امریکہ کے ہر فرد تک پہنچنے کی کوشش میں مصروف ہیں تاکہ اسلام کی خدمت میں اپنی حقیر کوششوں سے خدا کے دربار میں سرخرو ہو سکیں۔ مجھے اپنا ایک سفر نہیں بھولتا کہ میں اپنے ایک رفیق کے ہمراہ سالانہ کنونشن میں شمولیت کے لئے کسی دوسرے شہر میں جا رہا تھا۔ رستہ میں ہمارا ایک مشن تھا ہم وہاں ٹھہر گئے۔ چند غیر مسلمین بڑے جوش سے آکر ملے اور کہنے لگے ہم آپ کا انتظار کر رہے تھے :۔

"Sir we were waiting for you. we want to embrace Islam."

یہ لوگ جن کی گھٹی میں عیسائیت رچی ہوئی تھی۔ صدیوں کے بادۂ تثلیث کے ماتے اب بادۂ اسلام سے مخمور تھے۔ یہ جذب، یہ عشق الٰہی، یہ شوق عبادت کس نے ان کے دل میں بھر دیا۔ اگر خدا کا ہاتھ اس میں کام نہیں کر رہا تو پھر کون ان دلوں کو پھیر رہا ہے۔

احباب میں تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ امریکہ کے چھ سالہ قیام میں میں نے اس بات کو پوری طرح محسوس کیا ہے کہ انشاء اللہ یہ ملک بھی اسلام کے نور سے منور ہوگا۔ موجود الوقت مادہ پرستی لوگوں کی روحوں کو تسکین نہیں دے سکتی۔ صرف اسلام میں آکر ہی تشنہ روحیں سیراب ہو سکتی ہیں۔ یہ صرف ایک دل کی آواز نہیں جو میں نے ایک عورت کے منہ سے سنی جس نے کہا: میں دس سال سے کسی گرجا میں نہیں گئی لیکن اسلامی نماز میں کچھ ایسی دلکشی ہے کہ میں مسجد میں ضرور آیا کروں گی بلکہ یہ ہزاروں دلوں کی آواز ہے اور وہ دن دور نہیں کہ یہ آواز بلند سے بلند تر ہوتی چلی جائے گی اور وقت آئے گا جب اسلام ہی دنیا پر چھا جائے گا۔

دنیا کا ایک ہی خدا ہوگا اور ایک ہی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ خدا کرے وہ دن جلد آئے۔ آمین :

کون۔کون

(از جناب مولوی مصلح الدین احمد صاحب راجیکی مرحوم)

دیکھیں سرِ نیاز جھکاتا ہے کون کون
معبودِ کائنات کو پاتا ہے کون کون

فاراں سے لیکے جلوۂ یزداں کی روشنی
تیرہ دلوں کو طور بناتا ہے کون کون

محبوبِ ایزدی کے اشاروں کے سامنے
مثلِ ذبیح سر کو جھکاتا ہے کون کون

انفاسِ عیسوی کی بہاروں سے چار سُو
حُسنِ ازل کے پھول کھلاتا ہے کون کون

ابنائے روزگار کو دے کر پیامِ نو
پھر سے حریمِ ناز میں لاتا ہے کون کون

مصلحِ خدائے آدمِ ثانی کے سامنے
دیکھیں سرِ نیاز جھکاتا ہے کون کون

سورہ آل عمران عؐ

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ

یاد کرو جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم! یقیناً اللہ تعالےٰ نے تجھے برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے

وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ○ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ

اور اپنے وقت کی سب عورتوں پر تجھے امتیاز بخشا ہے۔ اے مریم! تو اپنے رب کی کامل اطاعت کر،

وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ○ ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ

سجدہ کر اور توحید کامل کے متبعین کے ساتھ کامل موحد بن۔ یہ غیب کی خبروں میں سے ہے

الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ ؕ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَھُمْ

جو ہم تجھ پر وحی کرتے ہیں۔ تو ان کے پاس موجود نہ تھا جب وہ قرعہ اندازی کیلئے اپنی قلمیں یا تیر پھینکتے تھے

اَیُّھُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ ص وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ○ اِذْ

کہ ان میں سے کون مریم کا کفیل ہوگا۔ پھر تو اس وقت بھی ان کے پاس نہ تھا جب وہ باہم جھگڑتے تھے۔ یاد کرو جب

قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ ق صلے

فرشتوں نے کہا کہ اے مریم! تحقیق اللہ تعالےٰ تجھے اپنی جناب سے کلام کے ذریعہ ایک ہونیوالے بیٹے کی بشارت دیتا ہے۔

اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا جو دنیا اور آخرت میں صاحب وجاہت ہوگا

تفسیری نوٹ:۔ (۱) قرآن مجید نے حضرت مریمؑ کو نہ صرف یہود و نصاریٰ کے الزاموں سے بری قرار دیا ہے بلکہ انکا بلند مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ نساء العلمین سے مراد اپنے وقت کی خواتین ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل کے متعلق فضلتکم علی العلمین والی آیت میں مراد ہے۔

وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اور برگزیدوں میں شامل ہوگا۔ وہ لوگوں سے بچپن اور ادھیڑ عمر میں خاص روحانی باتیں کریگا اور نیکوں میں سے ہوگا۔

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ

حضرت مریمؑ نے کہا اے میرے رب! میرے ہاں بیٹا کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ مجھے کسی مرد نے چھوا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ واقعی ٹھیک

اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝

اسی طرح ہے مگر اللہ تعالیٰ جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کسی بات کا فیصلہ فرمالیتا ہے تو اسے کہتا ہے کہ ہوجا وہ اسی طرح ہوجاتی ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى

اللہ تعالیٰ اس مولود (مسیحؑ) کو کتاب اور حکمت سکھائیگا، تورات اور انجیل کی تعلیم دے گا۔ اور اسے بنی اسرائیل

بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ اَنِّىْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّىْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ

کی طرف رسول بنا کر بھیجے گا۔ وہ ان سے کہیں گے کہ لوگو! میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے یہ نشان لیکر آیا ہوں کہ میں تمہارے فائدہ کیلئے

مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــــَٔــةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

گیلی مٹی (متواضع انسان) کو پرندے کے بنانے کی طرح بناتا ہوں پھر اسمیں نفخ کرتا ہوں تو وہ اذن الٰہی سے پرندہ ہوجاتا ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ

نیز میں شب کور اور پھلبہری والوں کو چنگا کرتا ہوں اور اللہ کے اذن سے مردوں کو زندگی بخشتا ہوں اور تمہیں آگاہ کرتا ہوں

بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ

کہ تمہیں کیا کھانا چاہیئے اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کرنا چاہیئے۔ اس سارے معاملہ میں تمہارے لئے ایک بڑا نشان ہے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ

اگر تم واقعی مومن ہو۔ میں اس حال میں بھیجا گیا ہوں کہ میں اپنے سے پہلے کی تورات کا مصداق ہوں۔

(۲) آیت ولم یمسسنی بشر اس امر کی ایک واضح دلیل ہے۔ کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے۔

وَلِاُحِلَّ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْکُمْ وَجِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ

اور اسلئے آیا ہوں تا تمہارے لئے ان چیزوں (نعمتوں) کو حلال ٹھہراؤں جو قبل ازیں تم پر حرام قرار دیگئی ہیں۔ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے

مِّنْ رَّبِّکُمْ قف فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ ○ اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَ

ایک عظیم نشان لایا ہوں پس اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی میرا اور

رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○ فَلَمَّآ

تمہارا رب ہے پس اُسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے جب

اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ

مسیحؑ نے یہود کے انکار کو شدت سے محسوس کیا تو (اپیل کے رنگ میں) کہا کہ کون خدا کی خاطر میرے مددگار بنتے ہیں؟

قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ ج اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ج وَاشْھَدْ

حواریوں نے جواب میں کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں تو گواہ رہ

بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ

کہ ہم اطاعت کرنیوالے مسلمان ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم تیری نازل کردہ وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے اس رسول کی پیروی اختیار کی

فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ○ وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ

پس تو ہمیں حق کی گواہی دینے والوں میں درج فرما۔ یہود نے مخالفانہ پوشیدہ تدبیریں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی انکی نظروں

خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○ ع ۱۳/۵ ۱۴

سے مخفی تدبیر کی۔ اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں میں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔

(۳) بعض الّذی حُرّم علیکم سے مراد روحانی ترقیات سے وہ محرومی ہے جو سابقہ انبیاء کی تکذیب کے باعث یہود کے شاملِ حال تھی۔ مسیح پر ایمان لاکر وہ اس سے بچ سکتے تھے۔

(۴) انّ اللہ ربّی و ربّکم۔ حضرت مسیحؑ توحید کے منادی تھے۔ بعض غلط کار پادری قرآن مجید کی آیات سے استدلال کیا کرتے ہیں کہ مسیح خدا تھے۔ ایسے اوہام کے ازالہ کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے بار بار حضرت مسیحؑ کی زبان سے توحید کی تعلیم کا اعادہ فرمایا ہے ؁

پاک و ہند کے قدیم پیغمبر

(از جناب مولوی محمد اسد اللہ صاحب قریشی کاشمیری فاضل دیوبند مولوی فاضل)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسئلہ نبوت کے قدیم موقف سے ہٹ کر اب بعض لوگ یہ شبہ پیش کرنے لگے ہیں کہ اگر کسی نبی نے آنا ہی تھا تو اسے ارض شام یا عرب میں آنا چاہیئے تھا نہ کہ ہندوستان میں، کیونکہ ہندوستان میں آج تک کبھی کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ اور جو انبیاء آئے وہ ارض شام میں مبعوث ہوئے عجمی لوگوں کے علاوہ بعض عرب کے لوگوں کے ذہنوں میں بھی یہ سوال چکر کھا رہا ہے۔ چنانچہ مکرمی مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ میں فلسطین میں تھا تو وہاں کے ایک عرب نے بھی مجھ سے یہی سوال کیا تھا کہ ارض شام ہی ارض انبیاء کہلاتی ہے اور جو تقدس اس کو حاصل ہے کسی اور ملک کو حاصل نہیں۔ پس یہیں نبی کو آنا چاہیئے تھا۔ ادھر ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ ہندوستان سے باہر کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ چنانچہ وہ ہندوستان سے باہر کسی اور پیغمبر کو نہیں مانتے۔ پس ضروری ہے کہ اس غلط فہمی کو دور کیا جائے اور واضح کیا جائے کہ قرآن مجید نے اس سلسلے میں متوازن تعلیم پیش کی ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ہر بستی میں مصلح اور پیغمبر بھیجے ہیں۔ اس نظریہ کو واضح طور پر اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے کھول کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

ہر قوم میں پیغمبر آتے رہے ہیں

قرآن مجید نے واضح لفظوں میں بیان کیا ہے کہ ہم ہر قوم اور ہر بستی میں مصلح اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں جو اُن کو بیدار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

(سورۃ فاطر ع)

کوئی اُمت ایسی نہیں جس میں ہم نے کوئی بیدار کرنے والا نہ بھیجا ہو"

پھر فرمایا:۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا

(نحل ع ۵)

اور ہم نے ضرور ہر قوم میں پیغمبر مبعوث کئے"

پس جس طرح عرب و شام میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام پیغمبر مبعوث ہوئے اسی طرح سرزمین پاک و ہند، چین و ایران میں حضرت کرشن، حضرت بدھ، حضرت کنفیوشس اور حضرت زرتشت علیہم السلام خدا کے پیغمبر مبعوث ہوئے اور آجکل ان مذاہب میں خدا اور اخلاقی تعلیم کا جو عنصر پایا جاتا ہے وہ انہی پیغمبروں کا مرہون منت ہے۔ دراصل اِن پیغمبروں نے توحید کی راہ ہی دکھائی تھی مگر بعد میں لوگوں نے اختلاف پیدا کیا اور بگڑ گئے۔ جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش کردہ توحید کی تعلیم کو بگاڑ کر انہیں خدا کا بیٹا قرار دیا اور شرک میں مبتلا ہوگئے۔

پاک و ہند کے انبیاءؑ

پس ضرور تھا کہ پاک و ہند کی

سرزمین میں بھی خدا کے پیغمبر مبعوث ہوں اور جس حالت میں کہ ہندوستان میں قدیم زمانوں سے شرک و بُت پرستی کا وجود پایا جاتا ہے اور بھی ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں ہادی بھیج کر انہیں توحید کے راستہ پر لاتا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی ہادی مبعوث فرمائے۔ جنہوں نے وقتاً فوقتاً آکر سرزمین پاک و ہند کو توحید کی روشنی دکھائی۔ اس پر احادیث، تفاسیر، مجددین اور اولیاءِ اُمّتِ محمدیہ کے کشوف و الہامات کی شہادتیں بھی موجود ہیں۔ اور ہندوستان کے مختلف قوموں کے مذہبی لٹریچر، نیز یہاں کے قدیم مستند تاریخی لٹریچر کی شہادتیں بھی مل جاتی ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں

مفسرین، محققین اور مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جو تمام پیغمبروں کے باپ ہیں ہندوستان میں اُتارے گئے تھے۔ اسی طرح اہل کتاب کی مقدس کتاب تورات میں بھی آیا ہے کہ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے عدن کی جنت (باغ) میں رکھا پھر اُسے باہر کر دیا اور باغِ عدن کے مشرق میں اُسے بسایا۔ پہلے تورات ہی کا بیان سُن لیجئے۔ پیدائش باب ۲ میں لکھا ہے:۔

"اور خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن
میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے اُس
نے بنایا تھا وہاں رکھا۔" (پیدائش باب ۲)

اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو آسمانی جنت میں نہیں بلکہ زمین میں عدن کی جنت میں رکھا تھا۔ پھر آگے چل کر لکھا ہے:۔

"خداوند خدا نے اس کو باغِ عدن سے
باہر کر دیا۔ تاکہ وہ اس زمین کی جس میں سے وہ
لیا گیا تھا کھیتی کرے۔ چنانچہ اس نے آدم
کو نکال دیا اور باغِ عدن کے مشرق کی
طرف کروبیوں کو اور چوگرد گھومنے والی
شعلہ زن تلوار کو رکھا کہ وہ زندگی کے
درخت کی راہ کی حفاظت کریں۔"
(پیدائش باب ۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو باغِ عدن کے مشرق کی طرف رکھا گیا اور باغِ عدن کے مشرق کی طرف ملک ہندوستان ہے۔ پھر آدم کے بیٹے قابیل (قائن) کی بابت تورات میں ہے:۔

"سو قائن خداوند کے حضور سے نکل گیا
اور عدن کے مشرق کی طرف نود کے علاقہ
میں جا بسا۔" (پیدائش باب ۴)

تفسیر جامع البیان میں ہے کہ نود ارضِ ہند کے ایک قدیم پہاڑ کا نام تھا۔ (تفسیر جامع البیان ص۸)

اس سلسلے میں حضرت ابن عباسؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ، حضرت انسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ اور حضرت حسنؓ اور حضرت عطاء جیسے تابعین کی جو روایات تواریخ اور تفاسیر میں آئی ہیں ان کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان کے مشہور جزیرہ سراندیپ (لنکا) میں اُتارے گئے تھے اور حضرت حوا جدہ میں۔ عمران بن عیینہ عطاء بن سائب سے اور وہ سعید بن جبیرؓ سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں:۔

قال اھبط آدم بدحنا ارض الھند
(تفسیر ابن کثیر ص۷ ۱۲)

یعنی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ارضِ
ہند میں دحنا میں اُتارا۔"

ابن سعدؓ نے طبقات میں، ابوبکر شافعیؒ نے غیلانیات میں، عبد بن حمید اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا ہے:۔

خلق اللہ آدم من ارض یقال لھا دجنی (بحوالہ ہمارا ہندوستان اور اس کے فضائل ص۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اس زمین سے پیدا کیا ہے جسے دجنی کہا جاتا تھا۔" محققین لکھتے ہیں کہ دجنی ہندوستان ہی کے کسی مقام کا نام تھا۔ سو حضرت آدمؑ ہندوستان ہی کی مٹی سے تھے۔

نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے:۔

"میر غلام علی آزاد بلگرامی در فضائل و صفات ہند رسالہ نوشتہ اند موسوم "بشمامۃ العنبر فیما ورد فی الھند من سید البشر" در وی گفتہ کہ اول ہبوطِ آدم از بہشت در سراندیپ از سرزمین ہند بودہ و نورِ نبوت خاتم الانبیاء در جبین آدمؑ بودہ و قتیکہ بہند ہبوط نمود پس وی صلی اللہ علیہ وسلم بایں اعتبار ہندی نژاد عربی باشد۔" (حجج الکرامہ ص۲)

یعنی میر غلام علی آزاد بلگرامی نے ہندوستان کے فضائل و صفات کے بیان میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے "شمامۃ العنبر فیما ورد فی الھند من سید البشر" اس میں لکھا ہے کہ اول حضرت آدمؑ کا ہبوط بہشت سے ہندوستان کے مقام سراندیپ میں ہوا اور ہبوط کے وقت آپ کے چہرہ میں خاتم الانبیاء کی نبوت کا نور موجود تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اعتبار سے ہندی نژاد عربی تھے۔"

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:۔

"در مدحِ ہند ہمیں قدر بسند است کہ ہبوطِ آدمؑ از بہشت اول بسرزمین وی بود و از آنجا اولادش منتشر گردید ؎

گر نیست از بہشت فزوں بوستانِ ہند

آدم ز تاز و نعمتِ جنت چہ ساں گذشت

؎ کانت لآدم ارض الھند منھبطًا

وفیہ نور رسول اللہ مشغولٗ

من ھٰھنا یستبین انّ سیّدنا

مھنّدٌ من سیوف اللہ مسلولٗ

(حجج الکرامہ ص۱۲)

یعنی ہندوستان کی تعریف میں سند کے ساتھ اسی قدر مروی ہے کہ حضرت آدمؑ جنت سے پہلے یہیں نازل ہوئے اور یہیں سے ان کی اولاد پھیل گئی۔ اگر جنت سے ہندوستان کا باغ زیادہ بہتر نہ ہوتا تو آدم علیہ السلام کو جنت سے یہاں کیوں اتارا جاتا۔ ہندوستان کی سرزمین حضرت آدمؑ کے نزول کی جگہ تھی اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور شعلہ زن تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہندی نژاد تھے جو اللہ کی تلواروں میں سے ایک سونتی ہوئی تلوار ہیں۔"

صاحب حجج الکرامہ نے عربی کے یہ شعر جو نقل کئے ہیں یہ عہدِ رسالت کے ایک صحابی حضرت کعب بن زہیرؓ کے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کہے گئے تھے۔

پاک و ہند میں آدمؑ و حوّاؑ اور ان کی اولاد کی سکونت

زمانۂ حال کے محققین نے بھی لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ اور حوّاؑ اور ان کی اولاد پاک و ہند کی سرزمین ہی میں سکونت پذیر ہوئی تھی اور یہیں کھیتی باڑی وغیرہ کا کام شروع کیا تھا۔ چنانچہ مولوی حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیۃ العلماء

ہند اور محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند دونوں نے ۳۲ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ ۱۹۴۲ء میں شائع کیا تھا جس کا نام ہے "ہمارا ہندوستان اور اس کے فضائل" جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان درحقیقت مسلمانوں ہی کا وطن ہے کیونکہ وہ حضرت آدمؑ کو پیغمبر مانتے ہیں اور اپنے آپ کو انہی کی اولاد بتاتے ہیں اور حضرت آدمؑ کا پہلا ہبط (اترنے کی جگہ) ہندوستان ہے اور ان کا دین بھی وہی اسلام ہے جو حضرت آدمؑ کا دین تھا پس ہندوستان کا پہلا دین بھی اسلام ہی تھا۔ اس رسالہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے نزولِ ہند کا ذکر کرتے ہوئے بہت سے نقلی و عقلی دلائل دیکر لکھا ہے:۔

"یہ آیات و احادیث بکثرت اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہندوستان میں قبل زمانہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء آئے ہوں چنانچہ اولیاء اللہ نے ہندوستان میں مختلف مقامات پر انبیاء علیہم السلام کی قبریں بطور کشف و الہام اور روحی و ملاقات سے معلوم کی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی اور مرزا مظہر جانجاناںؒ اور دیگر بزرگوں کی تصانیف میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔ مگر جس طرح عیسائیوں اور یہودیوں نے تحریف وغیرہ کر کے شرک و کفر وغیرہ اختیار کر لیا اسی طرح ہندوؤں نے بھی اختیار کر لیا۔ "سبحۃ المرجان فی آثار ھندوستان" میں حضرت آدمؑ کی اولاد کا ہندوستان میں پھیلنا اور کھیتی وغیرہ کرنا مذکور ہے۔"

(ہمارا ہندوستان اور اسکے فضائل صفحہ ۵)

آگے چل کر اس رسالہ میں لکھا ہے کہ حضرت آدمؑ ہندوستان کے میدانوں، صحراؤں اور پہاڑوں کی سیر کرتے ہوئے عرب میں چلے گئے۔ مکہ میں ایک عبادت گاہ قائم کی جو آج کعبۃ اللہ کہلاتی ہے۔ وہیں آپ کی ملاقات حضرت حوا سے ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو مقامِ **عرفات** پر پہچانا۔ **عرفات** کے معنی پہچاننے کے ہیں، یہ نام اسی وجہ سے پڑ گیا۔ پھر آپ حوا کو لے کر ہندوستان واپس ہوئے۔ یہیں بود و باش اختیار کی۔ یہیں آپ کی اولاد ہوئی اور یہیں اولاد نے قیام کیا۔ قتلِ ہابیل کا مشہور واقعہ ہندوستان ہی میں ہوا۔ قتلِ ہابیل کے بعد..... خدا نے حضرت آدمؑ کو ایک اور بیٹا عطا کیا جس کا نام شیث رکھا گیا کیونکہ شیث کے معنی ہیں عطیۂ الٰہی۔ فیض آباد کے قریب اجودھیا جو ہندوؤں کا خاص تیرتھ ہے اور جسے راجندر جی کی جنم بھومی اور ان کا پایۂ تخت سمجھا جاتا ہے وہاں **ایک بہت لمبی قبر ہے جس کو حضرت شیث کی قبر بتایا جاتا ہے۔**

(دیکھو رسالہ مذکور صفحہ ۱۲) پھر لکھتے ہیں ان واقعات کو جان لینے کے بعد مندرجہ ذیل فضائل ہندوستان کے لئے ثابت ہوتے ہیں:۔

۱۔ "خلیفۃ اللہ کا سب سے پہلا ہبط ہونے کی وجہ سے انسانیت کا سب سے پہلا دار الخلافہ ہندوستان ہے۔

۲۔ چونکہ یہ خلیفہ نبی تھا جس کے پاس روح القدس تشریف لایا کرتے تھے لہذا سرزمینِ ہند سب سے پہلے آفتابِ رسالت کا مشرق بنا۔

۳۔ اسی بقعہ مبارکہ پر روح القدس کا سب سے پہلے نزول ہوا اور یہی ارضِ مقدس وحی الٰہی کا سب سے پہلا ہبط ہے۔

۴۔ جس مقام و جہت سے آدمؑ کی مٹی کا ہونا حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ ہند ہی کا کوئی مقام تھا۔ سو حضرت آدمؑ ہندوستان کی ہی مٹی سے تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ حضرت آدمؑ ابو الآباد تھے

اسلئے جملہ انبیاء علیہم السلام اور تمام انسانوں کے روحانی اور مادی اصل و اصول کا خمیر ہندوستان ہی سے بنایا گیا"۔

قارئین کرام پر واضح رہے کہ ہندوستان کی فضیلت کے متعلق اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے یہ مولوی حسین احمد صاحب مدنی صدر جمعیۃ العلماء ہند اور مولوی محمد میاں صاحب ناظم جمعیۃ العلماء ہند کے خیالات ہیں جو مخالفین احمدیت میں سے تھے۔ احمدیوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عرب کی جگہ اب ہندوستان یا قادیان کو فضیلت دینے لگے ہیں کیونکہ بانی احمدیت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی واقعہ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ۱۹۵۹ء میں سید ابو الحسن علی ندوی کی کتاب "قادیانیت" نامی شائع ہوئی ہے جو جماعت احمدیہ کے خلاف استدلال و تحقیق کے انداز میں نہیں اشتعال و تخویف کے رنگ میں لکھی گئی ہے جس میں وہ بتاتے ہیں کہ خالص ہندوستانی مذہب ہونے کے لحاظ سے قادیانیت کا ہندوستان کے قومی حلقوں میں خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ پھر وہ لکھتے ہیں "اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ قادیانیت اور اس کے پیروؤں کی وابستگی عرب و حجاز سے روز بروز کم ہوتی چلی جائے گی اور ان کی دلچسپی اور توجہات ہندوستان میں محدود ہونے لگیں گی جس کی سرزمین سے یہ دعوت و تحریک اٹھی ہے۔"

(قادیانیت ص۱۷۵)

منقولات بالا سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کی فضیلت شد و مد سے دوسرے علماء نے بیان کی ہے اور اگر ان عقائد کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کے ان بزرگوں پر یہ شبہ نہیں کیا جاتا کہ ان کے دلوں میں مکہ یا مدینہ اور عرب کی بجائے ہندوستان کا زیادہ احترام ہے تو جماعت احمدیہ پر تعجب کی بات ہے کہ کیسے اس قسم کے شبہے کئے جاتے ہیں۔ اچھا اور آگے چلئے اسی رسالہ مذکور میں لکھا ہے:-

۵۔ "حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے بموجب الست بربکم کا مشہور عہد بھی ہندوستان ہی کی سرزمین میں بمقام وجنی ہوا ...... اس روایت کے بموجب ہندوستان ہی وہ مقدس سرزمین ہے جہاں بندوں نے اپنے رب کی ربوبیت کا سب سے پہلا اعتراف کیا جس سے تمام روحانی ترقیات و معارف کے سلسلہ کا افتتاح ہوا۔

۶۔ اس موقعہ پر لامحالہ تمام ہی انبیاء علیہم السلام کے انوار مبارک سے یہ سرزمین متبرک ہوئی۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنی اولاد کے روحوں کے زمرہ میں کچھ روحیں دیکھیں جن کے انوار غیر معمولی طور پر سب سے فائق تھے۔ حضرت آدمؑ کو خود حیرت ہوئی اور دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ ہیں۔

۷۔ قرآن کریم کے بموجب "عہد الست" کے موقعہ پر ایک دوسرا عہد بھی جملہ انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا تھا جس میں ہر نبی نے آنے والے نبی کی تصدیق و اعانت کا میثاق کیا تھا۔ چونکہ سب کے بعد سلسلۂ نبوت کا دور حضرت خاتم الانبیاء افضل الرسلؐ پر ختم ہونے والا تھا اسلئے ثابت ہوا کہ بلا استثناء جملہ انبیاء نے سرور کائناتؐ کی تصدیق کا نیز آپ پر ایمان لانے اور امداد کرنے کا عہد اس سرزمین ہند ہی میں کیا تھا۔

۸۔ سرور کائناتؐ کا وہ نور مقدس جو سب سے پہلے

پیدا کیا جا چکا تھا حضرت آدمؑ کے صلب مقدس سے منتقل ہوا ...... اُفق مکہ سے طلوع ہوا۔ چونکہ حضرت آدمؑ اور آپ کے بعد حضرت شیث علیہ السلام ہندوستان میں سکونت پذیر تھے اسلئے لامحالہ نورِ محمدی اور اس فضلِ سرمدی کا سب سے پہلا مطلع ارضِ ہند ہے اور سب سے آخری مشرق حجاز پاک ہے (یہاں کعب بن زہیرؓ صحابی کا وہ شعر بھی نقل کیا ہے جو پیچھے ہم نقل کر آئے ہیں)

۹۔ حضرت ابوہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی تسکین کے لئے حضرت جبرئیلؑ نے تشریف لا کر ندا دی اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ۔ یعنی جس طرح اذان میں چار مرتبہ تکبیر اور دو مرتبہ باقی کلمات۔ حضرت آدمؑ نے اسم گرامی محمدؐ سنا عرض کیا یہ کون ہے؟ جواب دیا گیا کہ آپ کی اولاد کے سب سے آخری نبیؐ۔ (طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر وغیرہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ روح القدس کا نزول اور خدا کی عظمت و توحید کا ذکر اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان سب سے پہلے اسی ہندوستان کی خاک پر ہوا جو آج خوش نصیبی سے ہمارا وطن عزیز ہے اور قدرتی طور پر پاکستان ہے۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور سیدنا حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ ہندوستان میں تمام دنیا سے زیادہ خوشبو اسی لئے پیدا ہوتی ہے کہ جنت سے حضرت آدمؑ کو یہیں اُتارا گیا (ابن جریر، بیہقی، ابن عساکر وغیرہم) یہ ایک حقیقت ہے کہ لونگ، الائچی، کیوڑا، گلاب، دارچینی، کافور، چنبیلی، بیلا وغیرہ۔ اسی طرح مشک، عنبر، زعفران وغیرہ ہندوستان ہی میں پیدا ہوتی۔

۱۷۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نوحؑ ابتداء میں ہندوستان میں رہے۔ ہندوستان ہی میں حضرت آدمؑ کا وہ تنور تھا جس سے طوفانِ نوح کا چشمہ پھوٹا۔ نیز ہندوستان ہی کے ایک پہاڑ پر جس کا نام بود بخیر تھا حضرت نوحؑ نے اپنی کشتی بنائی تھی۔

۱۹۔ علماء کا ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہندوستان میں ہوئی اور یہیں دفن کئے گئے۔

۲۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اسلام کی تکمیل آخر کے بعد بھی یہ سرزمین فضائل و محاسن کا مرکز رہی۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

الف۔ اطرافِ سندھ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف لائے اسلئے سندھ کا چپہ چپہ صحابہ و تابعین کا مورد ہونے کی وجہ سے عزت و احترام کا مستحق ہے۔

ب۔ سینکڑوں ہزاروں اولیاء، اقطاب اور ابدال و شہداء اور صلحاء و علماء خاک ہند میں مدفون ہیں۔

ج۔ گیارہ سو برس تک مسلمانوں کی حکومت ہندوستان پر رہی اور یہ ملک دار الاسلام بنا رہا۔

د۔ لاکھوں مسجدوں، ہزاروں علمی درسگاہوں ہزاروں علماء کرام اور لاکھوں کروڑوں موحد مسلمان اس وقت یہاں موجود ہیں۔"

(تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ ہمارا ہندوستان اور اس کے فضائل از صا تا ص۳۲)

ــــــــــــــــــــــ

لہ مطلب یہ ہے کہ تشریعی انبیاء آدمؑ سے شروع ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے اور تشریعی پیغمبر ہونے کے لحاظ سے آپؐ آخری نبی ہیں۔

ہندوؤں کے مذہبی لٹریچر میں اولادِ آدمؑ کے ہندوستان میں آباد ہونے کی شہادت

ہندوؤں کے قدیم مذہبی لٹریچر میں اِس بات کی شہادت موجود ہے کہ حضرت آدمؑ (جس کو وہ مہادیو کہتے ہیں) اور اُن کی اولاد ہندوستان میں بس گئے تھے۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمٰن چشتیؒ والیٔ ہند شاہ جہان کے عہد میں ایک ذی علم صوفی تھے جو سنسکرت زبان کے عالم تھے۔ انہوں نے سنسکرت کے اس رسالہ کا ترجمہ فارسی میں بنام "مرآۃ المخلوقات" لکھا ہے جس میں بشسٹ جی کے ملفوظات کو ان کے دو شاگرد "سوک" اور "سومک" نے قلمبند کیا ہے اور بشسٹ جی نے وہ مضامین مہادیو جی سے سُنے جبکہ دھولاگر پربت (ہمالیہ پہاڑ) کی ایک شاخ پر گوشہ نشینی کے زمانہ میں مہادیو پاربتی جی کے سوالات کے جواب میں ارشاد فرما رہے تھے اور بشسٹ جی اس کے نیچے والی شاخ پر اپنے گوشۂ عبادت میں رہتے تھے اور دونوں مقدسوں کے مکالمات سُنتے تھے۔ اس رسالہ میں لکھا ہے:-

"قابیل نے جب ہابیل کو (ہابیل کو سنسکرت میں ہبلار لکھا ہے) قتل کر ڈالا تو چونکہ نسلِ آدم میں یہ پہلا ارتکابِ قتل تھا اِس وجہ سے قابیل کی آنکھیں اپنے دوسرے بھائی بھتیجوں کے سامنے جھپنے لگیں تو اس نے ضروری سمجھا کہ ان سب سے الگ کہیں سکونت اختیار کرے اس لئے وہ زن و فرزند کو لے کر ہندوستان کی سرزمین قنوج میں آباد ہوگیا اور اس کی نسلیں جیسے بڑھتی گئیں ہندوستان کی وسعت میں پھیلتی گئیں اور اس زرخیز زمین سے بذریعہ کاشت وغیرہ کے ضروریاتِ زندگی بلا مزاحمت غیرے حاصل کرکے بسر کرنے لگیں۔ نہ کوئی حاکم تھا نہ محکوم۔ نہ تعلیم کا سلسلہ باقی رہا نہ تعلّم کا۔ اسلئے لازماً جاہلانہ بلکہ وحشیانہ زندگی کا آغاز ہوا۔ جیسا کہ موسہر وغیرہ کی حالت .... سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ چمار بھر اور پاسی اور اکثر نیچ جاتیوں والے خاندان اپنے کو کنوجیا (قنوجیا) کہتے ہیں"

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز مارچ ۱۹۳۲ء)

حضرت آدمؑ کشمیر میں

کشمیر کی تاریخوں میں لکھا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کشمیر میں بھی آئے تھے۔ چنانچہ پنڈت ہرگوپال کول نے کشمیر کی تاریخ اُردو زبان میں لکھی ہے جس کا نام "گلدستۂ کشمیر" رکھا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں:-

"انس صاحب کا قول ہے کہ حضرت آدم و حوّا کا گذر کشمیر میں بھی ہوا تھا۔ شاید مہادیو اور پاربتی جی سے مراد ہے"

(گلدستۂ کشمیر صـ۲۱)

اِس حوالہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہندو آدم و حوّا کو مہادیو اور پاربتی کی جگہ سمجھتے ہیں۔ ایک اور مؤرخ جا شوا ڈیوک نے اپنی کتاب "رہنمائے کشمیر" میں لکھا ہے:-

"کشمیر قدیم زمانہ سے ایک خاص شہرت رکھتا ہے۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ آدمؑ بھی اِس ملک میں آیا تھا اور سلیمان نے یہاں توحید قائم کی مگر بعد میں لوگ بُت پرست ہوگئے" (رہنمائے کشمیر صـ۲۲۶)

لنکا میں آثارِ آدمؑ

اس بات کے ثبوت کیلئے تو شاید کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ لنکا میں اب تک حضرت آدم علیہ السلام کے نام پر ایک پہاڑ مشہور ہے۔ جو کوہ آدم کہلاتا ہے۔ اور وہاں حضرت آدم علیہ السلام کے کچھ اور نشانات بھی ہیں۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ:۔

> "یہ فقیر زیارت کرکے قلعہ کوہ سراندیب (لنکا) پر گیا۔ وہاں دیکھا حضرت آدم صفی اللہ سوتے ہیں۔ اور اس جگہ لکھا دیکھا کہ فرمان حضرت صمدیت جل جلالہ خاص حضرت جبریلؑ کو صادر ہوا کہ آدم کو جنگل میں سے پکڑ کر نیچے لا کر رکھ جہاں کچھ آبادی نہ ہوئے۔ خدا تعالیٰ کا یہ حکم لے کر جبریلؑ حضرت آدم علیہ السلام کو خواب میں لائے۔"
>
> (سفرنامہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت)

معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مخدوم صاحب کا کشفی واقعہ ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مقبرہ یہاں ہے۔ مصنف "احوال الانبیاء فی تفریح الاذکیاء" نے بھی ایک روایت لکھی ہے کہ حضرت آدمؑ کی قبر لنکا میں ہے۔ ایک روایت یہ بھی لکھی ہے کہ آپ نے یہاں صرف وفات پائی دفن یہاں نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ جدہ میں لے جا کر دفن کئے گئے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (باقی آئندہ)

فلسطین کا واقعہ

مکرم مولوی محمد اسد اللہ صاحب نے مضمون کے ابتداء میں فلسطین کے جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یوں ہوا تھا کہ ایک دفعہ الکبابیر (حیفا فلسطین) کے دارالتبلیغ میں نابلس شہر کے چند اساتذہ تشریف لائے اور دورانِ گفتگو پوچھنے لگے کہ کیا آپ کے نزدیک مؤسس جماعت احمدیہ نبی تھے؟ میں نے کہا کہ ہاں آپ غیر تشریعی نبی تھے۔ اس پر ان میں سے ایک استاد نے کہا کہ "نبی تو سارے ارضِ مقدسہ میں آئے ہیں ہندوستان میں کیسے نبی آسکتا ہے؟" (یاد رہے کہ یہ پاکستان بننے سے پہلے ۱۹۳۳ء کی بات ہے) میں نے کہا کہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ہر قوم میں نبی گزرے ہیں۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہاں پر نبی نہ آیا ہو۔ اُس استاد نے کہا کہ ہم تو یہی جانتے ہیں کہ سب نبی ہمارے ملک میں ہی آتے رہے ہیں یا اس کے اردگرد آئے ہیں ہندوستان میں تو کوئی نبی نہیں آیا۔ میں نے عام اصولی باتوں کے علاوہ جب انہیں جلالین سے یہ الفاظ دکھائے کہ حضرت آدمؑ کا ہبوط ارضِ ہند میں ہوا تھا تو وہ سب حیران رہ گئے۔ میں نے مزید کہا کہ جب آدمؑ اوّل ملک ہند میں آیا ہے تو آدم آخر کو بھی اسی سرزمین میں آنا چاہیئے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

> پھر دوبارہ ہے اُتارا تُو نے آدم کو یہاں
> تا وہ نخلِ راستی اس ملک میں لاوے ثمار

یہ واقعہ تھا جو فلسطین میں پیش آیا تھا۔

(ابوالعطاء)

اطلاع

ایبٹ آباد میں سیزن یا چند یوم کی رہائش کے لئے جملہ معلومات جوابی لفافہ روانہ فرما کر حاصل کریں!

ایم۔ اے صابر ۱۹۹ منشی محلہ۔ ایبٹ آباد

ایڈیٹر کی ڈاک

۱۔ عمدہ تجویز

جناب شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی مولوی فاضل لاہور سے تحریر کرتے ہیں:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

استاذی المحترم حضرت مولوی صاحب!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رسالہ الفرقان کا "حضرت حافظ روشن علیؓ نمبر" پڑھا۔ آپ نے اسے جس محنت اور دلی محبت و خلوص سے مرتب کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی جزا عطاء فرمائے۔ بیشتر مقامات پر حضرت حافظ صاحبؓ کے ایمان افروز واقعات پڑھ کر آنکھیں پُرنم ہو جاتی ہیں اور بے اختیار زبان پر یہ شعر جاری ہو جاتا ہے ؎

مرحبا کیسے تھے یہ احمدؑ کے اصحاب کبار
احمدیت کے لئے سب کچھ ہی قرباں کر گئے

کیا ہی اچھا ہو اگر آپ اسی طرح "حضرت میر محمد اسحاق نمبر" بھی نکالیں۔ کیونکہ حضرت میر صاحبؓ کے احسانات بھی ایسے نہیں ہیں جنہیں فراموش کیا جا سکے اور بیشتر فضائل میں حضرت میر صاحبؓ بھی حضرت حافظ صاحبؓ کے مشابہ تھے۔ والسلام

آپ کا ادنیٰ شاگرد
محمد احمد پانی پتی
لاہور"

الفرقان:۔ انشاء اللہ العزیز ہم جلد حضرت میر محمد اسحاقؓ نمبر شائع کر رہے ہیں۔ احباب کرام اپنے مقالہ جات ارسال فرمائیں۔

۲۔ ایک اور عمدہ تجویز

مکرم جناب صالح الشیبی الہندی مبلغ اسلام سراپایا (انڈونیشیا) سے ۱۵ رفروری کو تحریر کرتے ہیں:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت مکرم محترم استاذی مولانا ابو العطاء صاحب دام مجدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الفرقان "حضرت حافظ روشن علیؓ نمبر" آج ہی ملا۔ باوجود اس کے کہ خاکسار سلسلہ کے کاموں میں آجکل بہت مصروف ہے خاص طور پر جبکہ رمضان شریف آنے والا ہے لیکن الفرقان پڑھنے کی خاطر سب کچھ چھوڑے بغیر نہ رہ سکا۔ خاکسار کے دل کا دستور ہے کہ الفرقان کا کوئی بھی نمبر جب خاکسار پڑھنا شروع کرتا ہے تو بے ساختہ زبان سے آپ کے لئے دُعا نکلتی ہے۔ نہ معلوم آپ کی محبت کی وجہ سے الفرقان کی مجھے محبت ہے یا الفرقان کی وجہ سے آپ کی مجھے شدید محبت ہے اس لئے آپ اور الفرقان ہمیشہ مجھے یاد آتے

ہیں۔ سب سے پہلے حضرت میاں صاحب۔ پھر سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور پھر آپ کا مضمون پڑھا۔ گزشتہ خط میں خاکسار نے تجویز کی تھی کہ الفرقان میں پُرانے مبلغین اور اگر ہو سکے تو بیرونی ممالک میں پُرانے دارالتبلیغ کی تصویریں بھی شائع ہو جائیں تو اچھا ہے"۔ حضرت حافظ روشن علیؓ نمبر پڑھ کر دل میں نئی خواہش پیدا ہوئی اور وہ یہ ہے کہ کم سے کم ہر سال چار شمارے اسی قسم کے خاص نمبرز شائع کرنا چاہیئے۔ یعنی ان پُرانے بزرگوں کے مختصر حالات سے ہمیں مستفید کیا جائے اس طریقہ سے نہ صرف ہمارے آنے والے مؤرخین کے لئے ایک محفوظ documents رہیں گے بلکہ ہمارے لئے بھی جنہیں ایسے مواقع سے سعادت حاصل کرنے کی توفیق نہ ملی تقویت ایمان کا موجب بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید در مزید توفیق دے۔ طاقت اور صحت بخشے اور ہر قسم کی سہولت میسر کرے۔ آمین

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کے متعلق خاکسار کو سترہ سال قبل بعض باتیں سُننے کی توفیق ملی تھی جب خاکسار کو احمدیت کے متعلق تحقیق کرنے کی دلچسپی ہوئی۔ اور یہ باتیں مکرم استاذی مولوی احمد نورالدین صاحب سماٹری سے سُنیں۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ بتایا کہ جب حضرت امیر المؤمنین لندن تشریف لے گئے تو حضور نے بجائے کتابیں لے جانے کے حضرت حافظ صاحبؓ کو لے جانا زیادہ مفید سمجھا۔ اس بات پر اگرچہ سترہ سال گزر گئے مگر میں بھول نہیں سکتا۔ مولوی احمد نورالدین صاحب موصوف کے قادیان کے بزرگوں کے متعلق گفت گو کرنے کی وجہ سے خاکسار کے دل میں تحریک پیدا ہوئی اور خاکسار نے عزم کیا کہ جب تک میں قادیان یعنی مرکزِ احمدیت نہ دیکھوں شادی نہیں کروں گا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے توفیق دی کہ نہ صرف دونو احمدیت کے مرکزوں کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی بلکہ آج خاکسار ان سعادت مندوں میں سے ہے جنہوں نے اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر سب کچھ چھوڑا اور سلسلہ احمدیہ کے خادم بننے کی توفیق ملی۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

عرصہ سے خاکسار اور ایک عیسائی پادری کا تبادلہ خیالات ہو رہا ہے۔ خاکسار کو جتنی عیسائیت کے متعلق معلومات حاصل ہیں وہ پڑھنے سے حاصل ہیں اور اس تعلق میں الفرقان بھی میرا بڑا ٹیچر بن گیا ہے۔ اس سے مجھے بڑا فائدہ پہنچا ہے۔

پرسوں روزہ شروع ہونے والا ہے آپکو مبارک ہو۔ ان مبارک دنوں میں آپ کی خدمت میں خاص دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار ہر لحاظ سے کمزور ہے۔ خاکسار کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ میری کوشش، زبان اور حرکات میں برکت ڈالے میری کمزوریوں کو چھپا لے۔ آمین۔ ہاں ایک اور بات ہے کہ اس عیسائی گروہ نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام ہے "مسیحی قرآن مجید میں"۔ جس میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور جس میں "دلائل" قرآن مجید سے پیش کئے گئے۔ خاکسار اس کتاب کا جواب لکھنے کی کوشش میں ہے اس لئے خاص دُعاؤں کی ضرورت ہے۔ خاکسار صالح الشیبی"

الفرقان:۔ پوری کوشش کی جائیگی کہ اس تجویز کے ممکن العمل حصوں پر بھی عمل کیا جائے۔ مبلغین کرام اپنے مختصر حالات اور فوٹو ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

لا مُسف ممبارز

رسالہ الفرقان کے مستقل خریدار

ذیل میں اُن بزرگوں اور بھائیوں کے اسماءِ گرامی شکریہ کے طور پر بغرضِ تحریکِ دُعا شائع کئے جاتے ہیں جنہوں نے رسالہ کے استحکام کے لئے دس سال کے پیشگی چندہ کے ساتھ آئندہ دس سال کی خریداری منظور فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ میں ان کے لئے دعاگو ہوں۔ احباب بھی ان کے لئے درخواستِ دُعا ہے

ابوالعطاء

ربوہ

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج۔
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق نائب صدر عالمی عدالت ہیگ۔
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔اے دارالصدر غربی۔
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری۔
- حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی
- جناب ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہد پی۔ایچ۔ڈی۔
- جناب چوہدری یحییٰ احسن صاحب باجوہ۔

قادیان

- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر۔
- جناب مسعود احمد صاحب انیس شاہجہان پوری۔
- جناب چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش۔
- جناب ملک بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ۔ احمدیہ شفاخانہ
- جناب چوہدری شہامت علی صاحب ساہتیہ رتن۔
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب درویش۔
- ” حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہان پوری۔

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جھنگ صدر
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ موضع لولہ ضلع جھنگ۔
- جناب چوہدری عبدالحلیم خان صاحب چک نمبر ۴۹۷ ج۔ب ضلع جھنگ۔
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ۔ ایڈووکیٹ۔

ضلع سرگودہا

- جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ سرگودہا شہر۔
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب بلاک نمبر ۱۲ سرگودہا شہر۔
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک نمبر ۳۵ جنوبی۔
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ ملز لمیٹڈ سرگودہا۔
- جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب آرٹسٹ۔
- ” ڈاکٹر فیاض حسین صاحب رضوی ہیلتھ سنٹر قائد آباد۔

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب بیرسٹر۔ امیر جماعت احمدیہ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب پتوکی ضلع لاہور۔
- جناب قریشی عبدالرشید صاحب ۱۰/R وحدت کالونی۔
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ۔
- جناب امیرالدین صاحب مزنگ باغ۔
- ” ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب وائس پرنسپل ڈینٹل ہسپتال۔
- جناب سید بہادل شاہ صاحب نسبت روڈ۔
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس۔ڈی۔او۔ پونچھ روڈ۔
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب کسٹوڈین لاہور۔
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب دی لاہور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ۔
- جناب چوہدری اعجاز نصراللہ خان صاحب ایڈووکیٹ۔ لاہور۔
- جناب قریشی قمر احمد صاحب دہلوی ڈاڈ ڈال دہ

- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی لاہور۔
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- " چوہدری عبدالحکیم صاحب ۲۴۱ میکلوڈ روڈ۔ لاہور
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ میکلوڈ روڈ
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب مکان ۱۱۔۱۱-۲۵ ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب ایم۔بی بی۔ایس لاہور۔
- جناب ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبدالکریم صاحب فضل۔فضل ریڈیو
- جناب محمد عثمان صاحب الکشمی مینشن۔
- جناب ایس۔یوشیخ صاحب کوثر
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ۔
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب ۱۷ میکلوڈ روڈ۔
- جناب مسٹر اے۔اے بھٹی صاحب اکاؤنٹنٹ مال روڈ۔
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ریڈیو سروس ۲۵-۲ دی مال
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب ۶- دیال سنگھ مینشن دی مال
- جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان کرشن آباد۔
- جناب سید رشید احمد صاحب ملک۔
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب ماڈل ٹاؤن۔
- جناب مرزا عبدالرحمٰن صاحب ناصر پروفیسر انجینئرنگ کالج،
- جناب شیخ محمد شریف صاحب کرشن آباد
- " ماسٹر حسن دین صاحب آرام باغ پارک۔
- جناب عبدالرشید صاحب ازلقی
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب ٹھیکیدار

ضلع راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب ۱۲۶- ڈلہوزی روڈ۔صدر
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب ڈی۔اے۔وی کالج روڈ۔
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب ایمپائر ہوٹل۔صدر راولپنڈی
- جناب میجر عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ۔مال روڈ
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب مرحوم۔ ۱۰۱ صفدر مال روڈ راولپنڈی
- جناب چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی سی۔ایس۔ایم۔اے
- جناب کیپٹن محمد اسحاق صاحب ملک۔مری روڈ
- جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ راولپنڈی
- جناب ڈاکٹر عزالدین صاحب ایم۔بی بی۔ایس مری روڈ
- جناب قاضی عبدالغنی صاحب حلقہ مسجد راولپنڈی
- جناب محمد یونس صاحب فاروقی سٹیلائٹ ٹاؤن۔
- جناب محی الدین صاحب محلہ کرتارپورہ بابا روڈ اردو۔
- جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ۔
- جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ۔راولپنڈی
- جناب ایم۔اے بختی صاحب بی۔اے تیلی محلہ راولپنڈی
- جناب کرنل محمود احمد صاحب۔ سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب خاکی بی۔۱ سٹیلائٹ ٹاؤن
- جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کشمیری بازار راولپنڈی
- جناب کیپٹن اے یو رشید احمد صاحب چرچ روڈ۔راولپنڈی
- جناب چوہدری نورالحسن صاحب موضع بتیارا ضلع راولپنڈی
- جناب شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
- جناب ملک بشیر احمد صاحب فلائٹ لفٹیننٹ کالج روڈ
- جناب میجر عبدالرحمٰن صاحب متقل سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
- جناب کیپٹن کرامت اللہ صاحب سکول آف سگنل راولپنڈی
- جناب چوہدری مبارک احمد صاحب ایم۔ایس۔سی راولپنڈی
- جناب صوبیدار نواب دین صاحب محلہ امرپورہ راولپنڈی
- جناب کیپٹن عبدالحی صاحب پریم گلی۔صدر راولپنڈی
- جناب خواجہ عنایت اللہ صاحب چھاچھی محلہ راولپنڈی
- جناب شیخ غلام رسول صاحب نیا محلہ راولپنڈی
- جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب مری

ضلع ملتان

- جناب ملک محمد علی احمد صاحب امیر جماعتہائے ضلع ملتان
- جناب میاں محمد محمد صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
- جناب شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ کالٹکس ایجنٹ
- جناب زاہد احمد خان صاحب
- جناب نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین ملتان
- جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم۔بی بی۔ایس بوریوالہ
- جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی سکندرآباد ضلع ملتان
- جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر۔پیران غائب

- جناب محمد نعیم، محمد وسیم، محمد حلیم صاحبان پسران شیخ محمد اسلم صاحب دنیا پور
- جناب ڈاکٹر عبد السمیع صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ملتان چھاؤنی
- جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب بیرون حرم گیٹ ملتان شہر
- جناب ماسٹر نور الدین صاحب ایم۔ اے
- جناب چوہدری شریف احمد، ولی محمد صاحبان کچہری بازار خانیوال
- جناب شیخ عبد الغفور صاحب پٹواری نہر احمد نگر۔
- جناب حکیم انوار حسین و محمود احمد صاحبان کچہری بازار خانیوال
- جناب شیخ محمد اسلم و محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ دنیا پور۔
- جناب چوہدری منور احمد خان صاحب بیرون حرم گیٹ ملتان شہر
- جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اومیگا ریڈیو کمپنی ملتان شہر
- جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدی دنیا پور ضلع ملتان۔
- جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی ملتان شہر

ضلع شیخوپورہ

- جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد انبالوی۔ منڈی مریدکے۔ ضلع شیخوپورہ

ضلع گوجرانوالہ

- جناب عبد الرحمٰن صاحب صابر مینیجر سنگر مشین کمپنی گوجرانوالہ
- جناب میاں برکت علی، غلام احمد صاحبان۔ وزیر آباد
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ۔
- جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ۔ گوجرانوالہ
- جناب چوہدری عبد المجید صاحب تھانہ بازار۔ گوجرانوالہ
- جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب "ہاگورا" وزیر آباد
- جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے وزیر آباد
- جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز۔ وزیر آباد
- میاں محمد خان اکبر علی صاحبان سوداگران چرم۔ وزیر آباد
- جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق کٹلری نظام آباد
- جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ۔ وزیر آباد
- جناب میاں قمر الدین صاحب مرحوم کھوکھر۔ گوجرانوالہ
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ڈسٹرکٹ انجینیر۔ گوجرانوالہ
- جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک۔ محلہ اسلام آباد۔

ضلع گجرات

- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ۔ امیر جماعت احمدیہ
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبد العزیز صاحب منڈی بہاؤ الدین۔
- جناب حوالدار مبارک احمد صاحب کھاریاں چھاؤنی۔

ضلع جہلم

- جناب سیٹھی عبد الحق صاحب دار اللباس۔ مین بازار جہلم
- جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب مشین محلہ۔ جہلم شہر
- جناب خواجہ عبد اللطیف صاحب جنرل مرچنٹ مین بازار۔ جہلم

ضلع سیالکوٹ

- جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب بازار پنساریاں سیالکوٹ شہر
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نائب امیر جماعت احمدیہ
- جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب سیالکوٹ شہر
- جناب چوہدری عبد الستار صاحب درگانوالی
- " محمد علی صاحب ڈسپنسر۔ بارہ منگا
- " میاں سلطان احمد خان صاحب منڈیکے گرایہ۔
- جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور۔

کوئٹہ

- جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے فاطمہ جناح روڈ۔
- جناب شیخ کرم بخش صاحب مرحوم
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب اقبال بوٹ ہاؤس جناح روڈ
- جناب شیخ عبد الاحد صاحب پوسٹ بکس ۱۴۴
- مجلس خدام الاحمدیہ مسجد احمدیہ شارع فاطمہ جناح۔
- جناب خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب
- " ماسٹر عبد الکریم صاحب جناح روڈ
- احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
- جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
- " خان عبد الوحید خان صاحب۔
- " ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب
- " چوہدری محمود احمد صاحب
- " عطاء الحق خان صاحب۔ C/O حق برادرز منصفی روڈ
- جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب ڈار
- " سیٹھ محمد سعید صاحب۔

اضلاع سابق صوبہ سندھ

- جناب چوہدری سلطان علی صاحب کمیشن ایجنٹ محراب پور۔
- جناب خان نصیر احمد خان صاحب تاجر حق برادرز۔ خانپور
- جناب حاجی عبد الرحمٰن صاحب رئیس باندھی۔ ضلع نواب شاہ
- جناب محمد عبد اللہ صاحب رئیس زمیندار باندھی۔ ضلع نواب شاہ۔

● جناب علاؤ الدین صاحب ۔ گوٹھ علاؤ الدین ۔ ضلع نواب شاہ

● جناب چوہدری عطا محمد صاحب گوٹھ امام بخش ۔ ضلع نواب شاہ

● جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب گوٹھ امام بخش ضلع نواب شاہ

● جناب چوہدری غلام نبی صاحب گوٹھ امام بخش ضلع نواب شاہ

● جناب چوہدری برکت علی صاحب گوٹھ سردار محمد پنجابی ضلع نواب شاہ

● جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد ۔ ضلع نواب شاہ

● جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد ۔ ضلع نواب شاہ

● جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب گوٹھ قمر آباد ۔ ضلع نواب شاہ

● جناب رئیس عبد الحمید صاحب باندھی ۔ ضلع نواب شاہ

● جناب چوہدری صادق احمد صاحب کمیشن ایجنٹ دریا خاں مری ضلع نواب شاہ ۔

● مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جال پور ضلع نواب شاہ ۔

● جناب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب مارکیٹ روڈ ۔ نواب شاہ

● جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم ۔ نواب شاہ

● جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ نواب شاہ ۔

● جناب چوہدری نتھے خان صاحب گوٹھ نتھے خان ضلع خیر پور ۔

● جناب چوہدری غلام رسول صاحب گوٹھ غلام رسول ضلع تھرپارکر

● جناب ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب صدیقی ۔ میرپور خاص

● جناب بابو عبد الغفار صاحب نوٹو سپیڈ سٹریٹ سالار روڈ حیدر آباد

● جناب چوہدری محمد اکرام صاحب لطیف آباد ۔ حیدر آباد

● جناب ڈاکٹر احمد الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کنری ۔

● جناب چوہدری شاہدین صاحب گوٹھ شاہدین ضلع نواب شاہ

● جناب فضل الرحمن خان صاحب ذیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدر آباد

● جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب کمیشن ایجنٹ ڈیرہ نواب صاحب

● جناب ملک محمد الٰہی صاحب ، جاڈکول مرچنٹ بدین ضلع حیدر آباد

● جناب ملک جلال الدین صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بدین

● جناب ملک محمود احمد صاحب جاڈکول مرچنٹ ۔ بدین

● جناب مہر غلام محمد صاحب ، جاڈکول مرچنٹ بدین ۔

● جناب چوہدری کرامت اللہ صاحب بدین ۔

● جناب چوہدری فضل احمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رحیم یار خان ۔

● جناب سید حضرت اللہ صاحب پاشا ایم ۔ اے لاہور

بہاولپور

● جناب خان عزیز محمد خان صاحب ۔ ایڈمنسٹریٹو آفیسر بہاولپور

● جناب چوہدری غلام احمد صاحب دفتر ڈپٹی چیف انجینئر ایریگیشن

● جناب پیر محمد اقبال صاحب اسٹیشن ماسٹر

کراچی

● جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی

● جناب عبد الرحیم صاحب مدہوش رحمانی ۔ مارٹن روڈ

● دی ایسٹرن سروسز لمیٹڈ ۴۸ ایلنڈر روڈ

● جناب عبد الرزاق صاحب مہتہ اینڈ سنز فوٹوگرافرز پیر الٰہی بخش کالونی ۔

● جناب چوہدری بشیر احمد صاحب تنویر بی ۔ اے ۔ کورنگی کریک ۔

● جناب چوہدری حاجی مسعود احمد صاحب خورشید ۔ گھوڑی گارڈن

● جناب محمد شریف صاحب چغتائی اسسٹنٹ ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ، پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف کراچی

● محترمہ انور سلطانہ صاحبہ کوارٹر $\frac{209}{2}$ کورنگی کریک ۔

● جناب مولوی صدر الدین صاحب احمد منگھا پیر روڈ ۔

● جناب غلام احمد صاحب ۔ $\frac{6}{4}$ فردوس کالونی ۔ گولیمار نمبر ۲

● جناب حافظ عبد الغفور صاحب تاجر موٹر لائل پور

● جناب میاں عطاء الرحمن صاحب طاہر ‹‹

مغربی پاکستان کے دیگر اضلاع

● جناب نوابزادہ محمد امین خان صاحب بنوں شہر ۔

● جناب محمد سعید احمد صاحب اسسٹنٹ انجینئر ایئر فورس پشاور

● جناب قاضی محمد برکت اللہ صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور

● جناب سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی ۔ کوٹ قیصرانی ۔ ضلع ڈیرہ غازیخان ۔

● جناب مبارک علی صاحب اچھرہ روڈ لائل پور ۔

● جناب مولوی برکت علی صاحب لائق نارائن فلور ملز جڑانوالہ ضلع لائلپور

● جناب مرزا محمد عبد اللہ صاحب جی ۔ ٹی روڈ پشاور شہر

● جناب چوہدری عبد المالک صاحب فاضل ۔ ڈیرہ اسماعیل خان ۔

● جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب محلہ رام پورہ پشاور شہر ۔

● جناب شیخ محمد صاحب صدر معلم ڈی ۔ بی پرائمری سکول بنگلہ ایسٹیٹ ضلع منٹگمری ۔

مشرقی پاکستان

● جناب شیخ محمود الحسن صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ ۔

● جناب فضل کریم صاحب ملا ۔ ڈھاکہ

● جناب ڈاکٹر عبد الاحمد صاحب

• جناب قاضی خلیل الرحمٰن صاحب خادم
لم بخشی بازار روڈ۔ ڈھاکہ
• جناب میاں محمد انور و ڈاکٹر محمد حفیظ
صاحبان۔ چٹاگانگ۔
• جناب چوہدری محمد خالد صاحب
چٹاگانگ۔
• جناب محمود احمد علاؤ الدین صاحب
سکندرآبادی۔ چٹاگانگ۔
• محترمہ مسعودہ بیگم سعدی صاحبہ
چٹاگانگ۔
• جناب محمد سلیمان صاحب،
سوہار روڈ۔ ڈھاکہ
• جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب
محمود نگر۔ ضلع راجشاہی
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب
بیرسٹر ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب
ڈی۔ پی ایچ۔ نارائن گنج
• جناب چوہدری انور احمد صاحب
کاہلوں۔ نارائن گنج ڈھاکہ
• جناب چوہدری خورشید احمد صاحب
کاہلوں۔ ڈھاکہ

بھارت کے دیگر علاقے

• جناب مولانا محمد سلیم صاحب
فاضل۔ کلکتہ
• جناب صالح الشبیبی الہندی
سرابایا۔ انڈونیشیا۔
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ
محترم صالح الشبیبی صاحب انڈونیشیا۔

• جناب سید فضل احمد صاحب
سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ گیا (بھارت)
• جناب مولوی کمال الدین صاحب
مالاباری۔ مدراس
• جناب محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی
ایل ایل بی۔ حیدرآباد دکن۔
• جناب امیر علی صاحب صدیق،
جنوبی کنارہ۔ جنوبی ہند
• جناب مولوی سراج الحق صاحب
عثمان گنج۔ حیدرآباد (انڈیا)
• جناب میاں محمد عمر صاحب سہگل
کلکتہ (بھارت)
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل
کلکتہ (بھارت)

دوسرے ممالک

• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب
ایم ایس سی۔ غانا (مغربی افریقہ)
• جناب مسٹر عبدالعزیز بن عزیز الدین
صاحب۔ لندن
• جناب ناظم خان صاحب غوری
مارگوری (مشرقی افریقہ)
• جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر
ٹبورا (مشرقی افریقہ)
• جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب
کویت (عرب)
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب
کویت (عرب)

دعائیہ فہرست میں آپ کا نام

یہ فہرست دس سال تک (جنوری ۱۹۶۱ء سے دسمبر ۱۹۷۰ء تک) شائع ہوتی رہے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے لئے بھی یہ دعا کی تحریک ہوتی رہے تو آپ الفرقان کا دس سال کا چندہ ساٹھ روپے یکمشت مینیجر الفرقان ربوہ کے نام ارسال فرما دیں۔ رسالہ بھی آپ کے نام جاری رہے گا اور دعا بھی ہوتی رہے گی اور ہر سال وی۔ پی وغیرہ کی زحمت سے مخلصی ہوگی ——— (ابوالعطاء)

رسالہ کے قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ کی تاریخ اشاعت ہر انگریزی ماہ کی دس تاریخ ہے۔

۲۔ رسالہ کا سالانہ چندہ پاکستان اور بھارت کیلئے چھ روپے ہے۔ دوسرے ممالک کے لئے بارہ شلنگ مقرر ہیں۔ چندہ بہرحال پیشگی وصول ہونا چاہیئے۔

۳۔ وقت مقررہ پر رسالہ باقاعدہ چیک کرکے پوسٹ کیا جاتا ہے اگر معین وقت تک رسالہ نہ ملے تو اپنے ڈاکخانہ سے دریافت فرمائیں اگر پھر بھی نہ ملے تو ایک شکایتی کارڈ مینیجر الفرقان ربوہ کے نام ارسال فرمائیں۔ تاہم بھی افسران بالا کو توجہ دلائیں۔

۴۔ دوبارہ رسالہ صرف اُن دوستوں کو بھیجا جا سکتا ہے جو اس ماہ کی ۲۰ تاریخ تک رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت کریں گے بیس تاریخ کے بعد طلب کرنیوالے دوست ہمیں معذور سمجھیں گے۔

۵۔ عام دریافت طلب امور کیلئے ٹکٹ یا لفافہ آنا ضروری ہے۔

۶۔ ترسیل زر بنام مینیجر ہو اور مضامین ایڈیٹر کے نام بھیجے جاویں۔

(مینیجر الفرقان ربوہ)

الفِردَوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

"الفِردَوس"

۸۵- انارکلی لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نور کاجل

- آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، بھنی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت :- فی شیشی ۸؍ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ۔

دِماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک - دماغی محنت کرنے والے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہیں - اسی طرح کثرتِ کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دماغ کمزور ہوگئے ہوں، سر میں گرانی اور درد رہو گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو ان کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہیں - ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا، انشاء اللہ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ، ایک دوپہر ایک شام بعد غذا ہمراہ آب۔

قیمت :- فی شیشی ۳۰ گولی پانچ روپے ؁

تیار کردہ
خورشید یونانی دواخانہ- گولبازار ربوہ

رمضان المبارک ۱۳۷۵ ہجری (۱۹۵۶ء) مجھے قادیان میں بسر کرنے اور مسجد اقصی میں سارے قرآن کریم کے درس دینے کا موقعہ ملا تھا ۔ یہ فوٹو اسی وقت کا ہے ۔ درمیان میں حضرت بھائی عبدالرحمن قادیانی ہیں اور ان کے دائیں حضرت حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری ناظر تعلیم قادیان ہیں ۔ بائیں طرف خاکسار ابوالعطاء ہے ۔ پیچھے عزیز عطاء المجیب راشد کھڑا ہے جو اس سفر میں میرے ہمراہ تھا ۔

مکتبه الفرقان کی مفید کتابیں

۱- قرآن مجید طرز یسرنا القرآن — ساڑھے چھ روپے
۲- شان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات) پانچصد صفحات مجلد قیمت [illegible] روپے
۳- حیات طیبہ (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی کے سوانح حالات) مکرم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل نومسلم کے قلم سے — قیمت [illegible] روپے
۴- اسلام پر ایک نظر [illegible] مستشرقین [illegible] کے [illegible] اسلام اور حضرت بانی اسلام کی تعریف [illegible]
۵- [illegible]
۶- [illegible]
[illegible]
۷- [illegible]
۸- پاکستان کے [illegible]
[illegible]
۹- [illegible]
[illegible]
۱۰- [illegible]
[illegible]
۱۱- شان [illegible]
[illegible]
۱۲- اصحاب [illegible] کے [illegible]
از قلم شیخ عبدالقادر صاحب [illegible]
۱۳- قاعدہ یسرنا القرآن [illegible]
[illegible]

علاوہ ازیں جملہ کتب سلسلہ احمدیہ اس مکتبہ کی معرفت طلب فرما سکتے ہیں۔
مینیجر مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

قرآن مجید مترجم

ترجمہ از شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب
حاشیہ پر تفسیر از شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

تاج کمپنی نے شیخ الہند اور شیخ الاسلام کے بے نظیر ترجمہ و تفسیر کو اس کی شان و عظمت کے مطابق بڑی تقطیع پر عکسی بلاکوں کے ساتھ طبع کیا ہے صفحہ کا طول داعرض ۱۰×۱۴ انچ عربی متن اور اردو ترجمہ و تفسیر کی قلم اتنی جلی ہے کہ ہر عمر کے لوگ آسانی سے تلاوت کر سکتے ہیں تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی یا پوسٹ بکس ۲۵ لاہور کے نام ایک خط لکھ کر نمونے کے صفحے مفت طلب فرما کر زیارت کیجئے

[illegible]

سید محمد سرور شاہ صاحب

[illegible]

● پرنٹنگ بھی ایک آرٹ ہے

ہر قسم کی عمدہ پرنٹنگ حسب منشا کرانے کے لئے

نصرت آرٹ پریس

گولبازار ربوہ کو یاد رکھیں اور کراچی سے پشاور تک کے احباب اپنی ضرورت کی پرنٹنگ کے لئے ہمیں لکھیں۔ کام تسلی بخش ہوگا۔ مینیجر

صرف ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا